

مدیر اعلیٰ  
مولانا محمد الیاس گھمن

سرگودھا

فقیہ

ماہنامہ

شمارہ 6

جون 2012ء

جلد نمبر 1

مقام فقہ



خوراک کا اثر



ماہ رجب پر غلط فہمی



متجددین کی غلط فہمی



نکاح بیوگان؛ احیاء سنت



سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ



شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ



مرکز اہل السنۃ والجماعۃ  
87 جنوبی لاهور ڈسٹرکٹ



# آپ کا ادارہ..... احناف میڈیا سروس

## چند فوری ضروریات

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ حضرات کے علم میں ہے کہ متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ تعالیٰ کے زیر نگرانی ادارہ احناف میڈیا سروس اس فتنوں بھرے دور میں اہل سنت والجماعت کے عقائد و مسائل کی نشر و اشاعت میں مصروف ہے۔ الحمد للہ احناف میڈیا سروس کی محنت کے اثرات دنیا بھر میں محسوس کیے جا رہے ہیں۔ وسائل کی کمی کے باوجود آپ جیسے مخلصین کی دعاؤں اور بے لوث تعاون کی بدولت احناف میڈیا سروس اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہے۔ دفتر احناف میڈیا سروس کی تیسری منزل اور سٹوڈیو کی تعمیر آخری مراحل میں ہے، اس کے لیے خصوصی دعا فرمائیں۔

اس وقت ادارے کو فوری طور پر درج ذیل اشیاء کی ضرورت ہے، نیکی کے اس کام میں حصہ لے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے جان و مال میں برکت عطا فرمائیں اور اپنی حفاظت میں رکھیں۔

نام اشیاء	تعداد	قیمت فی عدد	کل قیمت
پنکھے چھت والے	5	3300 روپے	16500 روپے
پیڈل فین	1	4500 روپے	4500 روپے
ٹیل فین	2	2600 روپے	5200 روپے
بریکٹ فین	2	2800 روپے	5600 روپے
فولڈنگ چارپائی	5	1800 روپے	9000 روپے
چولہا گیس والا	1	1900 روپے	1900 روپے
الماری	1	10000 روپے	10000 روپے
برتن		5000 روپے	5000 روپے
کرسیاں	12	700 روپے	8400 روپے
ٹیل	2	1300 روپے	2600 روپے
میزان			68700 روپے

والسلام

دفتر احناف میڈیا سروس

متصل جامعہ حقانیہ، قینچی امر سدا ہو، لاہور

رابطہ

www.ahnafmedia.com

03344004420, 03324576084

# فقیہ سرگودھا

ماہنامہ

شماره 6

جون 2012ء

جلد نمبر 1

## مجلس ادارت

- ..... مولانا محمد رضوان عزیز
- ..... مفتی شبیر احمد حنفی
- ..... مولانا محمد کلیم اللہ

انجمنی ہولڈرز ممبر لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!

بفیضانِ نظر  
بشعاعِ العرب  
عارفِ اللہ حضرت مولانا  
حکیم شاہ محمد اختر حفظہ اللہ

مدیر اعلیٰ

مولانا محمد الیاس گھمن

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک  
35 ڈالر..... سالانہ  
سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک  
25 ڈالر..... سالانہ  
ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر..... سالانہ

قیمت فی شمارہ 20/- روپے

سالانہ زر تعاون

240/- روپے

برائے رابطہ

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

87 جنوبی لاہور ڈسٹرکٹ 0332-6311808

www.ahnafmedia.com

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

# فہرست

3	متجددین کی غلط فہمی
3	اداریہ
5	امام حرم فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر
5	ترجمانی: مولوی امتیاز عالم بلیاوی
12	نکاح بیوگان: احیاء سنت
12	ترتیب: مفتی شبیر احمد حنفی حفظہ اللہ
23	مقام فقہ
23	علامہ خالد محمود مدظلہ العالی
33	تجارت اور سود میں فرق
33	مفتی رئیس احمد
36	خوراک کا اثر
36	مولانا محمد رضوان عزیز حفظہ اللہ
40	تذکرۃ الفقہاء
46	حبر الامۃ سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
46	مولانا محمد عاطف معاویہ حفظہ اللہ
50	سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ
50	مولانا محمد اکمل راجنپوری حفظہ اللہ
55	شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ
55	مولانا عبد اللہ معتمد حفظہ اللہ
61	سلام میں پہل کرنے والے کی فضیلت
61	مولانا محمد ابو بکر اوکاڑوی حفظہ اللہ

## متجددین کی غلط فہمی

اداریہ

اللہ تعالیٰ نے علم کی پہچان خدا کا خوف قرار دی ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ سے صحیح معنیٰ میں ڈرنے والے علماء کرام ہیں۔ جب تک علم کے ساتھ خدا کا خوف نہ ہو اس وقت تک اسے معلومات کا ذخیرہ تو کہہ سکتے ہیں مگر علم نہیں کہہ سکتے ہمارے موجودہ دور کے بعض روشن خیال کو متجددین یہ غلط فہمی ہو گئی ہے کہ ہم جو زبان مروڑ مروڑ کر باتیں کر لیتے ہیں شاید ہم علم میں اسلاف سے بھی بڑھ گئے ہیں کیمرے کی چمک اور مجمع کی توجہ نے ان کو اس کی حقیقت سے بے خبر کر دیا ہے اور اپنے چند لفظی معلومات پر تکبر کرنے لگ گئے ہیں۔

اپنے کمپیوٹر یا ہارڈ ڈسک میں موجود لاکھوں کتب کے ڈیٹا کے سامنے انھیں وقت کے جلیل القدر ائمہ کا علم بے حیثیت نظر آتا ہے اور بڑی بے باکی سے کہتے ہیں ابو حنیفہ ہوں یا شافعی، مالک ہوں یا ابن حنبل ان بے چاروں کے پاس اتنی سہولیات نہیں تھی کہ سارا علم ان کے پاس جمع ہو جاتا ہماری کثرت کتب اور نیٹ اور انٹرنیٹ کے پروگرامز میں موجود معلومات ان حضرات سے زیادہ ہیں

جو اکابرین قرون اولیٰ کے علم سفینہ ہے، سفینہ کا علم بالآخر کر ختم ہو سکتا ہے مگر ہمارے ائمہ اسلام کا علم جو ان کے سینوں میں محفوظ تھا اس پر آج نہیں آسکتی کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ایسے ناداں لوگوں کے بارے میں جو چند کتب دیکھ کر ہی اسلاف کی علمی خدمات سے بدگمان ہو جاتے ہیں۔

و کم للشیخ من کتب کبار

ولکن لیس یدری مادھا

شیخ کی کتنی ہی بڑی بڑی کتابیں ہیں وہ نہیں جانتا کہ اس میں کیا کیا مضامین موجود ہیں۔

علامہ ابن حزم نے کیا خوب کہا ہے۔

فان تحرقوا القرطاس لا تحرقوا الذی

تضمنته القرطاس بل هو فی صدری

یسیر معی جئت استقلت رکائتی

ینزل ان انزل ویدفن فی قبری

اگر تم کاغذ جلا بھی دو گے تو کاغذ کے مضمون کو نہیں جلا سکتے اس لیے کہ وہ میرے سینے میں ہے وہ میرے ساتھ چلتا ہے جہاں میرے اونٹ مجھے لے کر چلیں اور اگر میں نیچے اتروں تو وہ بھی اترتا ہے اور میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہو گا۔ اسی لیے الحمد للہ اہل حق اہل السنۃ والجماعۃ کبھی ان مسمیٰ متجددین کی ہوائی کپوں سے متاثر نہیں ہوئے بلکہ ہر دور میں اپنے ائمہ اسلاف کی عظمت کے گن گائے۔

داستان لہو لہو:

گزشتہ ماہ مئی میں پے درپے شہادتوں کا ایسا تسلسل ہوا کہ عقل دنگ تھی کہ یہ ظالم آخر چاہتے کیا ہیں جو علماء کے مقدس خون سے اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں۔

جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے استاد الحدیث مولانا نصیب خان صاحب رحمہ اللہ کی المناک مظلومانہ شہادت اور پھر داعی قرآن استاد محترم مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمہ اللہ کا سانحہ جاں گزار پر صدمہ ایسا ہے کلیجہ چاک کیے دیتا ہے۔ راقم نے استاد محترم مولانا شیخوپوری شہید سے شرح مائتہ عامل اور نحو میر پڑھی ہے۔ انداز تدریس سب سے الگ اور عام فہم اتنا کہ ہر طبقے کے طالب علم کی سمجھ میں باسانی آجائے۔ غم کی اس عظیم گھڑی میں راقم اپنی ٹیم کے تمام افراد کے ساتھ پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین



## امام حرم فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر

### سعود بن ابراہیم الشریم کا ایمان افروز خطاب

بہ مقام: جامع رشید، دارالعلوم دیوبند بروز اتوار ۱۰/ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ

بمطابق ۴/مارچ ۲۰۱۲ء

ترجمانی: مولوی امتیاز عالم بلیلاوی

متعلم تخصص فی الادب العربی دارالعلوم دیوبند

الحمد لله رب العالمین، والصلوة والسلام علی خاتم الانبیاء  
والمرسلین نبینا محمد وعلی آلہ واصحابہ ومن سار علی طریقتہم واتبع ہداهم  
الی یوم الدین امابعد:

حضرت مولانا سید محمد ارشد مدنی صاحب، حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی  
صاحب اور حاضرین کرام!

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

یہ جان کر خوشی کی انتہاء نہ رہی کہ میری (ہندوستان) کے اس دورے میں اپنے  
بھائیوں سے بھی ملاقات ہونی ہے، جن کے متعلق میں بہت کچھ سنا کرتا تھا، کوئی مجلس میں  
نے ایسی نہیں دیکھی جس میں ہندوستان، یہاں کے مسلمانوں اور علماء کی سرگرمیوں کا تذکرہ  
ہو، اور وہ مجلس اس عظیم درگاہ "دارالعلوم دیوبند" کے تذکرے سے خالی ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ مجھے کوئی ایسا شخص یاد نہیں جس نے ہندوستان، یا یہاں کی  
اسلامی خدمات کا تذکرہ کیا ہو، اور اس کی گفتگو میں اس دارالعلوم دیوبند کا ذکر نہ آیا ہو۔ اگر  
ہندوستان اور مسلمانان ہند کی خدمات کے تذکرے کی محفل سبجہ اور دارالعلوم اور اس کی بے

لوٹ خدمات، جن سے نہ صرف ہندوستان بل کہ بیرون ہند بھی بہرور ہے، کے تذکرے سے وہ محفل خالی ہو تو یقیناً (دارالعلوم) کی حق تلفی ہوگی اور اسے نظر انداز کرنے کا یہ رویہ ناقابل قبول ہوگا۔

اس درسگاہ کو ہر زمانے میں خاص مقبولیت و شہرت حاصل رہی ہے، صرف ہندوستان ہی نہیں پوری دنیا میں اس کا نام زبان زد عام و خاص ہے۔ خداوند قدوس کا شکر ہے کہ اس نے اس درسگاہ میں آپ حضرات سے ملاقات کا موقع مرحمت فرمایا، جس کا تذکرہ بارہا سننے کا اتفاق ہوا۔ چونکہ اس مبارک اجلاس میں چندہ، مہذب، تعلیم یافتہ، قرآن و سنت کے حاملین و ناقیلین موقر شخصیات تشریف فرما ہیں۔

اس لیے میں اس پر مسرت موقع پر ایک اہم مسئلے کے حوالے سے کچھ باتیں گوش گزار کرنا چاہتا ہوں، جس میں ہر مسلمان کو اور اسلامی یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم طلبہ عزیز کو بدرجہ اولیٰ بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے، اور وہ ہے اپنی تمام تر کوششوں کے ساتھ "دعوت الی اللہ" کا خوب اہتمام، دعوت الی اللہ کی اس عظیم ذمہ داری کی ادائیگی کے لیے مسلمان اور طالب علم کو جو بھی موقع ملے اس کو غنیمت جانا چاہیے، لیکن اس میں دو چیزوں کا لحاظ لازمی شرط ہے:

پہلی چیز اخلاص ہے، لہذا اگر آپ دعوت کا عمل اس وجہ سے انجام دے رہے ہیں تاکہ آپ کو "داعی" کا لقب مل جائے یا علم دین اس وجہ سے حاصل کر رہے ہیں تاکہ "عالم" کے نام سے آپ کی شہرت ہو یا اس عمل سے رضائے الہی کے علاوہ دیگر دنیوی اغراض پیش نظر ہوں، تو وہ عمل اخلاص سے خالی ہوگا، اور اس عمل کے حوالے سے ساری محنت رائیگاں ہو جائے گی۔

دوسری چیز یہ ہے کہ یہ عظیم کام پیغمبر علیہ السلام کی سیرت مبارکہ اور سنت مطہرہ کی روشنی میں انجام پائے، نیز داعی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم سے



سرمو انحراف نہ کرے۔ اس کے بغیر اس عمل کا شمار اعمالِ باطلہ میں ہوگا، وہ بے سود بن جائے گا، اس طرح کے بے روح کام سے انسان کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور اس کام کے نتیجے میں اس کے ہاتھ کچھ نہیں آتا؛ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔

طلبہ کرام بالخصوص دارالعلوم کو اس بات کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے کہ وہ اپنے رہن سہن میں برادران وطن غیر مسلموں کے ساتھ حسن معاملہ اور شفقت و نرمی کا سلوک کریں، آپ کے 24 گھنٹے ان کے ساتھ گزرتے ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ ان کے حوالے سے آپ کے دلوں میں کوئی کدورت یا رد عمل کا جذبہ نہ ہو، جس سے بغض و عداوت کا بیج پڑ جائے۔ اگر رد عمل کا جذبہ پیدا ہو تو صرف یہ ہو کہ آپ اس بات کے خواہاں اور خواستگار ہوں کہ یہ بھی میرے دین کو قبول کر لے، جس طرح میں اللہ کی حمد کرتا ہوں اور مجھے اس دینِ سماوی جیسی عظیم دولت سے بہرور ہونے اور صاحب ایمان ہونے کا احساس ہے اسی طرح یہ دولتِ عظمیٰ اس بھائی کو بھی نصیب ہو جائے۔

اللہ رب العزت نے "تلوار کی طاقت" یا "بے پناہ بہادری" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص وصف نہیں بتایا بل کہ متعدد جگہ خلقِ عظیم اور نرمی و شفقت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص صفت بتایا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: **وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ** (القلم: 4) "بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق (حسنہ) کے اعلیٰ معیار پر ہیں" **فِي مَآرَ حَمْدِهِ مِنَ اللَّهِ لَئِنْ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ**

(آل عمران: 159)

خدا ہی کی رحمت کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ نرم رہے، اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تند خو سخت طبیعت ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ

(التوبہ: 128)

تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں، جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں، ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق مہربان ہیں۔

عزیز: کا مطلب یہ ہے کہ امت کی زبوں حالی اور دین سے دوری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شاق گزرتی تھی۔

حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ وَرَحِيمٌ بَكُمْ:

رحمت و نرمی اور شدید شوق یہ دونوں ایسے اوصاف ہیں جن کا طالین علوم نبوت میں ہونا ضروری ہے۔ آپ کا مطمح نظر یہ ہو کہ میرا پڑوسی مسلمان ہو جائے، وہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے لگے اس کے لیے آپ اس کے ساتھ شفقت و نرمی کا برتاؤ کریں، تاکہ وہ اللہ کے دین میں داخل ہو جائے۔

سختی اور تشدد دعوت کی افادیت میں مخل ہیں، ان سے نفرت کا بازار گرم ہوتا ہے۔ دلیل کے طور پر اس دیہاتی کے واقعے کو پیش کیا جاسکتا ہے جس نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آکر پیشاب کر دیا، صحابہ رضی اللہ عنہم اسے ڈانٹنے پھینکانے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کو اس پر سختی سے منع فرمایا اور نرمی سے پیش آنے کا حکم دیا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے واقف تھے کہ یہ شخص ناواقف ہے۔ اگر اس کو واقفیت ہوتی تو مسجد نبوی جیسی مبارک جگہ میں یہ نازیبا حرکت نہ کرتا۔

توجہ کا مقام ہے کہ اس دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر کے بہت بڑے منکر کا ارتکاب کیا، یقیناً اس فعل کو ایک گھناؤنی حرکت ہی کہا جاسکتا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہربانی و شفقت کی قدر و قیمت کو جانتے تھے کہ اس سے جو خیر وجود میں آسکتا ہے سختی وغیرہ سے اس کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ جب پیغمبر انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے (نرمی سے) دیہاتی کو منع فرمایا اور اسے سمجھایا کہ یہ مسجدیں عبادت اور نماز کے لیے ہوا کرتی ہیں تو اس دیہاتی نے کیا کہا؟ بات اس کی سمجھ میں آگئی اور وہ یہ دعا کرنے لگا اے اللہ! میری اور محمد کی مغفرت فرما، اس کے علاوہ کسی اور کی مغفرت نہ فرما۔

دیکھیے! دیہاتی کی دعا صرف اس کے حق میں ہوئی جو اس کے ساتھ نرمی و شفقت و مہربانی سے پیش آیا اور وہ محروم رہے جنہوں نے اس کو جھڑکا اور سختی سے اس کے فعل پر نکیر کے لیے لپکے۔

اسی نوعیت کا ایک اور واقعہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام اپنے یہودی پڑوسی کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے حالانکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی رو سے مومن بھی نہیں تھا اس کے باوجود آپ اس سے ملنے گئے نہ جانے وہ کس حال میں ہوگا؟ یہ نہ کہا کہ میں یہودی سے ملنے کیوں کر جاؤں؟ بحالت مرض اس کی عیادت کیسے کروں؟ وہ تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے۔ اس لیے ہر آدمی کو دعوت کی اہمیت کا احساس ہونا چاہیے کہ میرے پڑوسی میرے رشتہ دار اور ملک کے ایک ایک فرد کو اسلام سے سرفرازی نصیب ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وجہ سے اس یہودی مریض کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عظیم خیر خواہانہ طرز عمل ایک اہم پس منظر کے تحت تھا۔ آپ اس وجہ سے ملاقات کو گئے تاکہ یہ عیادت یہودی کے لیے ذریعہ اسلام بن جائے۔ یہ ہے خلق عظیم اور حسن معاملہ کا نتیجہ، ہم امتیوں کو لوگوں کے ساتھ حسن معاملہ کے اس فن کو اپنانے کی ضرورت ہے۔

اللہ کا فضل ہے کہ اس دارالعلوم میں فقہ، حدیث، تفسیر، عقیدہ الغرض تمام علوم شرعیہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ان سب کے ساتھ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہمارے اخلاق، حسن سلوک مسلم اور غیر مسلم سب کے ساتھ یکساں ہوں۔ اگر آپ سے پوچھا جائے کہ کیا آپ ان غیر مسلموں کے حوالے سے یہ نہیں چاہتے کہ یہ بھی آپ کے اسلام میں داخل ہو کر آپ کے ہم مذہب ہو جائیں؟

ظاہر ہے کہ جواب مثبت ہی میں ہوگا، لیکن صرف مثبت جواب سے آپ کی خواہش کیوں کر برآسکتی ہے۔ جب کہ تعامل کے حوالے سے ہمارا یہ رویہ وہ نہیں ہے جو پیغمبر علیہ السلام کا تھا۔ اس لیے ضروری ہے کہ لوگوں کے دلوں کو متاثر اور اپنی طرف راغب کر کے انہیں بتائیں کہ یہ مذہب خالص دین رحمت ہے۔ اس میں بدعنوانی، بے اعتدالی، سختی اور حقارت (جیسے غیر شریفانہ امور) کی کوئی جگہ نہیں۔

یہ مذہب تو سراپا عزت و رفعت، رحمت، نرمی، باہمی تعاون، اخوت، ہم آہنگی، آپسی میل ملاپ وغیرہ کا حامل مذہب ہے۔ دوستو! ہمیں انہی صفات سے اپنے آپ کو آراستہ کرنا ہے۔ اس مختصر وقت میں یہی چند باتیں آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرنی تھیں۔ اللہ رب العزت سے دعاء ہے کہ وہ اپنے پیارے نام اور اعلیٰ صفات کی برکت سے ہمیں اور آپ کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

دعا:

اے اللہ! ہمیں اچھے اعمال کرنے اور اچھی باتیں کہنے کی توفیق عطا فرما، صرف تو ہی اس کی توفیق دے سکتا ہے، برے اعمال اور بری باتوں سے ہماری حفاظت فرما، کیونکہ تیرے سوا کوئی اور ہماری حفاظت نہیں کر سکتا۔

اے اللہ! ہمارے دلوں اور زبانوں کو ہدایت سے سرفراز فرما، ہمارے اعمال و اقوال کو درست فرما۔

اے اللہ! جن کو تو نے ہدایت دی ہے ان کے ساتھ ہماری ہدایت کے بھی فیصلے فرما، جنہیں تو نے عافیت سے نوازا ہے ان کے ساتھ ہمیں بھی عافیت نصیب فرما۔  
اور جن کی تو نے سرپرستی کی ہے ان کے ساتھ ہماری بھی سرپرستی فرما۔ اپنی عطاء کردہ نعمتوں میں برکت عطاء فرما۔ اے اللہ! خاتمہ بالخير نصیب فرما۔

اے اللہ! تمام امور میں ہمارے انجام کو بہتر سے بہتر بنا، اور دنیا کی رسوائی اور عذاب آخرت سے حفاظت فرما۔

اے اللہ! ہماری موت اس حال میں آئے کہ تو ہم سے راضی ہو، ناراض نہ ہو، دنیا سے رخصت ہوتے وقت ہمارا آخری جملہ کلمہ طیبہ کی شہادت ہو۔ اے ارحم الراحمین اس کے فیصلے فرما۔ اے اللہ! اپنے دین پر استقامت نصیب فرما۔ اے دلوں کو پلٹنے والے! اے ارحم الراحمین! ہمارے دلوں کو اپنے دین پر جمادے۔

اے اللہ! ہدایت کے بعد پھر ہمارے دلوں کو بے راہ نہ فرما، اور اپنی خاص رحمت سے ہمیں مالا مال فرما۔ بے شک تو بہت بڑا داتا ہے۔ اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا و آخرت کی بھلائیوں سے نواز کر جہنم کے عذاب سے حفاظت فرما۔ سبحان رب العزّة عما یصفون و سلام علی المرسلین و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین و اصلی و اسلم علی نبینا محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(بشکریہ: مجلہ دارالعلوم دیوبند: مارچ، اپریل 2012ء)

## نکاح بیوگان؛ احیاء سنت صراط مستقیم، راہ اعتدال کا نام

ترتیب: مفتی شبیر احمد حنفی حفظہ اللہ

17 اپریل 2012ء بروز منگل مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا میں متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب حفظہ اللہ کی دعوت صالحہ پر حضرت اقدس مولانا محمد طلحہ کاندھلوی مدظلہ تشریف لائے۔ حضرت کی آمد پر قرب وجوار کے علماء و عوام بھی مرکز میں جمع ہو گئے اور ایک تقریب کا سماں بن گیا۔ حضرت کاندھلوی مدظلہ سے قبل متکلم اسلام حفظہ اللہ نے اس تقریب سے خطاب فرمایا اور "صراط مستقیم" کی تشریح فرمائی۔ بعدہ حضرت اقدس کاندھلوی مدظلہ نے دلنشین نصائح ارشاد فرمائیں، نکاح بیوگان پر بہت زور دیا کہ بیوہ عورتوں سے نکاح کرنا ایک سنت کو زندہ کرنا ہے اور اس پر متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کے اس اقدام کو نمونہ قرار دیا کہ انہوں نے مشہور تبلیغی بزرگ حضرت مولانا مفتی زین العابدین رحمہ اللہ کی بیٹی سے نکاح فرمایا ہے۔ افادۂ عام کے لیے دونوں بیانات کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی دامت برکاتہم نے فرمایا:

قال الله تعالى: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

(الذاریات: 56)

اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا۔

مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے مولانا مفتی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی ایک صاحبزادی کا نکاح ثانی ہوا ہے۔ آج لوگوں نے نکاح ثانی کو گناہ سمجھا ہوا ہے اور اس سے ایسے بھاگتے ہیں جیسے شیطان اذان سے بھاگتا ہے۔ حالانکہ نکاح ثانی کا اہتمام ہمارے بزرگوں نے

فرمایا ہے اور اس کو کرنا بھی چاہیے، اس سے امت مسلمہ کا فائدہ ہو گا۔ آپ دیکھیں کہ اگر لڑکی کم عمری میں بیوہ ہو جائے، شوہر انتقال کر جائے یا شہید کر دیا جائے تو وہ ساری عمر کیسے گزاری گی؟ یقیناً اس کے لیے زندگی اخیر بن جائے گی۔ ماشاء اللہ ہمارے نئے دولہا مولانا محمد الیاس گھمن نے حالات کے مخالف ہونے کے باوجود اس کام کو ضروری سمجھ کر کیا اور یہ ہونا بھی چاہیے کیونکہ جب بد دینی عام ہو تو لوگ بری باتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں ان حالات میں ضروری ہے کہ دین داری کو عام کرتے ہوئے دینی باتوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔ مولانا گھمن ان حالات میں جب کہ ہر طرف شور و ہنگامے اٹھتے ہیں اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر اس کا اہتمام فرمایا ہے۔ جب اس نکاح کا انعقاد طے ہوا اور یہ تجویز کیا گیا کہ ہم نے بھی اس نکاح میں شرکت کرنی ہے تو ہم بھی اس میں شریک ہوئے۔

اس شادی کے متعلق میں نے عرض کیا کہ ہمارے بزرگوں نے اس کا اہتمام فرمایا تھا۔ ہمارے سید الطائفہ مولانا مظفر حسین کاندھلوی نور اللہ مرقدہ نے بیوہ سے شادی شروع کرنے کی غرض سے خود شادی فرمائی۔ لڑکی شیعہ تھی۔ اس نے مذہب شیعہ چھوڑنے کی شرط یہ لگائی کہ آپ مجھ سے شادی کریں۔ وہ بے چاری دھوکہ باز نہیں تھی۔ چنانچہ ایسے وقت پر آپ کو اور آپ کے رفقاء کو بلانے کا کہا کہ جب سب گھر والے کربلا جائیں گے۔ چنانچہ اس وقت اس نے پیغام بھیجا اور حضرت مع رفقاء اسے پاکی میں لے کر آگئے۔ اس طرح انہوں نے ایک سنت کو زندہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے بھی مفتی زین العابدین صاحب کی بیٹی کے لیے کچھ ہمدرد کھڑے کر دیئے جنہوں نے اس نکاح بیوگان کی سنت کو زندہ کیا، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔

امت جتنا نبی علیہ السلام کا اتباع کرے گی اتنا پھلے پھولے گی، ترقی کرے گی، فائدہ اٹھائے گی اور دوسروں کو فائدہ پہنچائے گی۔ اگر یہود و نصاریٰ کی اتباع کرے گی تو اتنی ہی ڈوبے گی اور کوئی اس کو بچانے والا نہ ہو گا۔



آج کل ہم میں علم کا شوق اور جذبہ کم ہوتا جا رہا ہے۔ بچے، بوڑھے، عورتیں غرض تمام طبقات علم سے دور ہو رہے ہیں۔ حالانکہ جب تعلیم عام ہو تو گھروں میں بیٹھنے والی عورتوں کو بھی کھرے کھوٹے کی پہچان ہو جاتی ہے۔ بچیوں نے اگر کچھ لکھ پڑھ لیا تو کل جب سسرال جائیں گی تو گھر والوں کی نیک نامی کا سبب ہوں گی۔ لکھنا جانتی ہوں، پڑھنا جانتی ہوں، کھانا پکانا جانتی ہوں، پھول بوٹے نکالنا بھی جانتی ہوں، اور ان علوم کے پھیلائے کا شوق و ذوق بھی رکھتی ہوں۔ اس مقصد کے لیے ہم نے کئی کتب خانوں کے اتحاد سے لاہور میں ایک کتب خانہ کھولنے کا ارادہ کیا ہے جس میں ایسی کتابوں کا اہتمام ہو گا جو عام مسلمانوں کے لیے مفید ہوں گی۔ عورتوں اور بچیوں کے لیے مفید ہوں گی۔ الحمد للہ ایسی چیزیں ہمارے ہاں ہندوستان میں دستیاب ہیں۔ میرے ذہن میں ایسی کتب ہیں جو اگر یہاں سے چھوڑ دی جائیں تو پاکستان میں بھی اس کا فائدہ ہو۔ مولانا علی میاں نور اللہ مرقدہ کی والدہ کی بعض کتابیں ایسی ہیں جو عورتوں کی اصلاح اور رہنمائی کے لیے بہت مفید ہیں۔ لہذا کتب خانوں کو چاہیے ان اصلاحی کتب کی ترسیل کا ضرور اہتمام فرمائیں تاکہ امت مسلمہ کو نفع ہو۔

ہر امتی کو چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا ضرور اہتمام کرے خاص طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درود شریف بھیجنے کا اہتمام ضرور کرے۔ جو حضرات بیعت ہو گئے۔ ان شاء اللہ۔ ان کو بتلایا جائے گا کہ تسبیحات کے علاوہ درود شریف کا اہتمام ضرور کریں۔ میرا جی یہ چاہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے امت کا جتنا سوخ ہو گا اتنا ہی امت کو فائدہ ہو گا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہر ملک سے جتنی زیادہ مقدار میں درود پہنچے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ اتنی ہی زیادہ ہو گی۔ آج پوری قوم پریشان ہے، جب ان کی توجہ ہو گی تو ان شاء اللہ پریشانیوں بھی دور ہوں گی اور ہمیں اتحاد و اتفاق کی دولت بھی نصیب ہو گی۔ اس سے دنیا کا بھی فائدہ ہو گا اور دین کا بھی۔ تبلیغ، تعلیم اور تذکیر تینوں کام خوب ہوں گے۔ تو ہمیں چاہیے کہ اپنے گھروں، علاقوں

اور ملکوں میں درود شریف کثرت سے پڑھنے کا اہتمام کریں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ درود شریف پڑھنے کی وجہ سے دشمن دشمنی چھوڑ دے گا۔ جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد سے لے کر مغرب تک درود کا زیادہ اہتمام کریں۔ ہمارے ہاں ماشاء اللہ اس کا بہت اہتمام ہوتا ہے اور رمضان شریف میں تو ہم آخری عشرے کے جمعہ میں سوا لاکھ درود شریف اہتمام سے پڑھواتے ہیں اور بحمد اللہ آدھ پون گھنٹہ میں سوا لاکھ درود شریف پورا ہو جاتا ہے۔ اپنے ہاں بھی اس کا اہتمام کریں بلکہ مقررین کو چاہیے کہ درود پڑھنے کا شوق دلایں۔ اگر کوئی شخص پڑھے گا تو ترغیب دینے والے کو بھی ثواب ملے گا۔ کیونکہ حدیث میں ہے: **الدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَّاعِلِهِ** (نیکی پر ابھانے والا بھی نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔) اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

**منتکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے فرمایا:**

قال الله تعالى: **إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا**

[الاسراء: 9]

حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھا ہے، اور جو لوگ (اس پر) ایمان لا کر نیک عمل کرتے ہیں، انھیں خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لیے بڑا اجر ہے۔

آسان ترجمہ

سورۃ فاتحہ پورے قرآن کا خلاصہ ہے۔ قرآن مجید میں جو مضامین بیان ہوئے ہیں، ان کا خلاصہ سورۃ فاتحہ میں موجود ہے۔ سورۃ فاتحہ کا خلاصہ "صراط مستقیم" ہے، کیونکہ اس سورۃ میں صرف ایک ہی دعا مانگی گئی ہے: **اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ** [فاتحہ: 6]

کہ اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔

صراطِ مستقیم کا معنی: صراطِ مستقیم کا معنی ہے "راہِ اعتدال" جس میں نہ افراط ہو نہ تفریط، قرآن بھی اسی راہِ اعتدال کی دعوت دیتا ہے: إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ

[الاسراء: 9]

امت بہت سارے امور میں بے اعتدالی کا شکار ہے۔ اس وقت ان میں سے دو کا تذکرہ کرتا ہوں۔

1: خانقاہ و طریقت 2: نکاح

1: خانقاہ و طریقت: خانقاہ کے حوالے سے ایک طبقہ وہ ہے جو خانقاہوں کا منکر ہے، بیعت کا منکر ہے اور اس کو کفر و شرک کے دروازے قرار دیتا ہے، اور ایک طبقہ وہ ہے جو خانقاہوں کا قائل تو ہے لیکن ان کی حیثیت وہ کبھی کبھی درگاہِ نبوت سے بھی آگے لے جاتا ہے۔

تو پہلا طبقہ خانقاہوں کا قائل نہیں اور دوسرا طبقہ ضرورت سے زیادہ قائل ہے۔ یہ دونوں افراط و تفریط کا شکار ہیں۔ یہ دونوں غلط ہیں۔ ہم اعتدال سے چلتے ہیں، بے اعتدالی ہرگز اختیار نہیں کرتے۔ ہم خانقاہ کے شیخ کو حلال و حرام کا اختیار نہیں دیتے، خانقاہ کے شیخ کو حلال اور حرام سمجھنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ شیخ کے ساتھ تعلق کی وجہ سے آدمی کو حلال پر عمل کرنا اور حرام سے بچنا بہت آسان ہوتا ہے اور بغیر ولی اللہ اور صاحبِ دل کی صحبت کے دینی اعمال پر عمل کرنا ناممکن نہ ہو تو مشکل ضرور ہے۔

بعض لوگ ادب کے نام پر شرک کرتے ہیں اور بعض لوگ توحید کے نام سے گستاخیاں کرتے ہیں۔ میرے ان جملوں کو سمجھیں اور دل کی تختیوں پر نوٹ فرمائیں۔ ہم توحید کے بھی قائل ہیں اور ادب کے بھی قائل ہیں، توحید کے نام پر گستاخ نہیں بنتے اور ادب کے نام پر مشرک نہیں بنتے۔ ہم اعتدال کے ساتھ چلتے ہیں۔

خانقاہوں کا مقصد: خانقاہوں کا جو بنیادی مقصد ہے وہ اعمال کی ترغیب اور اعمال پر پختہ کرنا ہے۔ جو شخص کسی دینی شعبے کے اندر منسلک ہو، اگر اس کا خانقاہ کے شیخ سے تعلق نہ ہو تو اس کی کیفیت کیا ہوتی ہے؟ اس کے لیے میں صرف ایک مثال عرض کرتا ہوں۔

مثال: ہمارا اس وقت پوری دنیا میں سب سے بڑا مذہبی نیٹ ورک تبلیغی جماعت کا ہے اور الحمد للہ وہ ہمارے مسلک دیوبند کا ہے۔ ہماری اس تبلیغی جماعت کے بانی برصغیر میں حضرت مولانا محمد الیاس نور اللہ مرقدہ ہیں۔ حضرت جی کے ملفوظات میں میں نے پڑھا، حضرت فرماتے ہیں: بازار میں جاتے ہیں، گشت کرتے ہیں، دعوت دیتے ہیں اور بازار کی ظلمت میں اپنے دل پر محسوس کرتا ہوں اور واپس آکر خانقاہ میں وقت لگا کر اس قلب کی ظلمتوں کو دور کرتا ہوں۔ یہ کون فرما رہے ہیں؟ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب۔ کتنے بڑے شخص ہیں! وہ بھی خانقاہ کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔

میں یہاں ساتھیوں سے گزارش کرتا ہوں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ مَسَاجِدُهَا۔ سب سے بہترین جگہ زمین پر مسجد ہے، وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللَّهِ أَسْوَاقُهَا [صحیح مسلم: رقم الحدیث: 671] سب سے گندی اور ناپسندیدہ جگہ بازار ہے۔ تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم یہ حدیث مدینہ منورہ میں فرما رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں بھی جو ماحول مسجد کا ہے وہ بازار کا نہیں۔ مدینہ منورہ کا وہ بازار ہمارے مدرسوں سے بھی اعلیٰ ہو گا لیکن مدینہ منورہ کا بازار مدینہ منورہ کی مسجد سے اعلیٰ تو نہیں ناں! میں جب بھی سفر پر وہاں [سعودی عرب] جاتا ہوں تو میری خواہش ہوتی ہے کہ ہوٹل کی بجائے حضرت شیخ مولانا عبد الحفیظ مکی صاحب دامت برکاتہم کی خانقاہ میں قیام کروں۔ بعض مرتبہ حضرت کے قریبی رشتہ دار، جن کا ہوٹلنگ کا کام ہے، انہوں نے کہا بھی کہ ہم ہوٹل میں آپ کو جگہ دیتے ہیں، آنا جانا آسان ہو گا۔ میں نے کہا کہ وہ ہو گا، لیکن وہ خانقاہ تو نہیں

ہوگی۔ تو میں نے گزارش کی ہے کہ خانقاہ کے حوالے سے ہم اعتدال کے ساتھ چلیں، افراط و تفریط کا شکار نہ ہوں۔ جس تحریک میں کام کریں اس کے اصولوں کے مطابق چلیں، لیکن شیخ سے رابطہ رکھیں گے، تو گناہوں سے ان شاء اللہ العزیز بچتے رہیں گے اور بہت حفاظت ہوگی۔ کسی بندے کو شیخ ماننے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس پر بندہ اعتماد کرے اگر شیخ کی بات سمجھ میں نہ آئے تب بھی اس کی بات کو رد نہ کرے۔

### حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی صاحب کی نصیحت:

رات حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب دامت برکاتہم فرما رہے تھے کہ جب آپ کام کریں گے اور مشائخ کے طرز پر کریں گے اور کچھ نہ کچھ پڑھ کر مشائخ کو ایصال ثواب کریں گے۔ تو نتیجہ نکلے گا کہ مشائخ کی ارواح کو جب ثواب پہنچے گا تو ان کی ارواح خوش ہوگی اور ہماری طرف متوجہ ہوگی۔ آپ کا کام بڑھے گا اور کام میں برکتیں بھی ہوں گی اور نحوستوں اور آفات سے اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائیں گے۔ تو خیر میں نے ایک گزارش کی ہے کہ ہم اعتدال کا خیال رکھیں، خانقاہوں سے اپنے آپ کو جوڑیں، مشائخ و اکابر کی عزت کریں، ان کے آرام و سکون کا خیال رکھیں، پھر دیکھیں اللہ رب العزت کس طرح نتائج عطاء فرماتے ہیں۔

### مشائخ سے تعلق؛ تین واقعات:

#### واقعہ 1:

علامہ علی شیر حیدری - اللہ ان کے درجات بلند فرمائے - ہم یہاں مرکز میں بیٹھے تھے، اجلاس ہو رہا تھا۔ مجھے بعض اساتذہ نے کہا کہ مولانا حیدری صاحب سرگودھا تشریف لائے ہیں، آپ انہیں مرکز آنے کی دعوت دیں۔ میں نے کہا: میں ان کو دعوت نہیں دوں گا مجھے کہنے لگے کیوں؟ میں نے کہا کہ حضرت سے میرا تعلق ہے۔ میں سندھ جاؤں تو میں فون کروں اور وہ سرگودھا آئیں تو بھی میں فون کروں؟، یک طرفہ دوستیاں تو نہیں چلا کرتیں۔

میں دعوت نہیں دوں گا، اگر وقت ہو گا مجھ سے محبت ہے وہ تشریف لائیں گے، نہیں وقت ہو گا تو میں تنگ نہیں کرتا۔ ہم اجلاس ہی میں بیٹھے تھے کہ علامہ حیدری رحمہ اللہ کا اسی وقت فون آگیا: کہاں پر ہیں؟ میں نے کہا: جی مرکز میں ہوں۔ فرمایا: میں آرہا ہوں۔ میں نے کہا: جی ٹھیک ہے، کب تشریف لائیں گے؟ فرمانے لگے: میں یہ نہیں بتا سکتا میں نے کہا جی ٹھیک ہے۔ کیا کھائیں گے؟ فرمایا: کچھ نہیں۔ میں نے کہا: جی بہتر۔ ان کا دو بجے پھر فون آگیا: میں آرہا ہوں، چائے تمہارے پاس پیوں گا۔ آپ یقین فرمائیں میں نے کسی ڈرائیور کو نہیں بھیجا، میں خود سرگودھا شہر گیا، ان کی چائے کا اہتمام کیا۔ جب حضرت جانے لگے تو میں نے کچھ ہدیہ پیش کیا۔ فرمانے لگے: تم نے پیسے دیئے تو میں آئندہ نہیں آؤں گا۔ میں نے کہا: میں نے تو آج بھی نہیں بلایا، آپ خود تشریف لائے ہیں۔ آئندہ دل مانے گا پھر آجائے گا، دل نہیں مانے گا نہ آئیے گا۔ ہم آپ کو تنگ تھوڑا کریں گے۔

### واقعہ 2:

میں خانقاہ سید نفیس شاہ صاحب رحمہ اللہ کے ہاں کئی بار حاضر ہوتا اور میں نے کبھی بھی نہیں کہا کہ میرا شاہ صاحب سے اندر جا کے مصافحہ کرو۔ وجہ صرف یہ کہ مشائخ کے آرام میں خلل نہ آئے۔ خدام خود لے کر جاتے، مصافحہ کرو۔ میں نے کہا: جی ہم یہاں آگئے ہیں۔ خانقاہ میں حاضری ہو گئی ہے، پھر دعا جب ہو گی تو ہمارے لیے بھی ہو جائے گی واقعی مشائخ کی راحت میں ہماری راحت ہے۔

### واقعہ 3:

آپ کو اس بات کا تعجب ہو گا، حضرت شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم اللہ ان کی عمر میں برکت عطاء فرمائے۔ حضرت نے مجھے اس وقت خلافت و اجازت عنایت فرمائی جب میں نے خانقاہ میں ایک دن بھی نہیں گزارا تھا۔ میں رمضان المبارک میں حضرت سے ملنے کراچی گیا۔ تو حضرت نے فرمایا: کیا پروگرام ہے؟ میں نے کہا: جی سرگودھا جانا ہے۔ یہاں

کتنے دن ٹھہرو گے؟ میں نے کہا: جی تین دن۔ فرمایا: تین دن نہیں، چالیس دن میں نے کہا: چالیس دن۔ حضرت روپڑے خوشی میں۔ میں رک گیا اور چھوٹی عید پر بھی نہیں آیا۔ اس دوران ایک بار حضرت نے فرمایا: کب جاو گے؟ میں نے کہا: جب آپ فرمائیں گے جاؤں گا۔ جو بات میں سنانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ چالیس دن کے عرصہ میں حضرت حکیم صاحب دامت برکاتہم کا جو اپنا کمرہ ہے، شاید میں دو یا تین مرتبہ اس میں گیا۔ ایک دن اتنا عجیب واقعہ پیش آیا کہ ظہر کی نماز کے بعد میں اوپر کمرے میں تھا، تو میرا جی چاہا کہ میں اپنے شیخ کے پاس ان کے مخصوص کمرے میں جاؤں، میں وہاں سے نیچے جو خانقاہ کا بڑا کمرہ ہے، وہاں آ کے بیٹھ گیا۔ پھر ہمت نہ ہوئی اندر جانے کی۔

مجھے تعجب ہوتا ہے کہ شیخ کی قلبی توجہ کسے کہتے ہیں؟ اوپر کمرے سے نیچے آیا اور اندر جانے کی بجائے دفتر میں بیٹھ گیا۔ ابھی دو منٹ بھی نہیں گزرے کہ اندر سے خادم آیا اس نے کہا: حضرت آپ کو کمرے میں بلا رہے ہیں میں کمرے میں چلا گیا تو مجھے فرمایا: مولانا! تم ادھر آئے ہو، ہمارے پاس کیوں نہیں آتے؟ باہر کیوں بیٹھے ہو؟ میں نے کہا: آپ بڑے ہیں مجھے ڈر لگتا ہے، اس لیے باہر بیٹھا رہتا ہوں۔ فرمایا: ہم آپ سے محبت کرتے ہیں اور آپ کو ڈر لگتا ہے! خیر یہ واقعات زیادہ نہیں سنارہا کہ اس کا اہتمام کریں اپنے مشائخ کی محبت لیں، اپنے مشائخ کی دعائیں لیں، اپنے مشائخ کا قلبی تعلق اپنے ساتھ رکھیں۔

### مشائخ سے قلبی محبت کیوں؟

ہم ان مشائخ سے محبت کیوں کرتے ہیں؟ اس لیے کہ ان کا تعلق اللہ سے ہے اور تو کوئی وجہ نہیں۔ سہارنپور مظاہر العلوم میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ حدیث پڑھاتے تھے۔ یہ بڑا سننے والا واقعہ ہے۔ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کا فتویٰ تھا کہ انگریز کا بنایا ہوا کپڑا استعمال کرنا حرام ہے، لہذا اسادہ کھدر کا کپڑا استعمال کرنا چاہیے۔ حضرت شیخ زکریا رحمہ اللہ کے بدن کا تقاضا یہ تھا کہ وہ نرم اور آرام دہ کپڑا نہ



پہنیں تو بدن کو کوفت ہوتی تھی، ان کی ضرورت تھی تو ململ کا کپڑا استعمال کرتے۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ جب سہارنپور تشریف لاتے تو ان کے آنے سے پہلے حضرت شیخ زکریا رحمہ اللہ ململ کا کپڑا اتار کر کھدر کا کپڑا پہن لیا کرتے تاکہ حضرت سے ڈانٹ نہ پڑے۔ اندازہ کریں کتنے بڑے آدمی تھے۔ ایک مرتبہ حضرت مدنی رحمہ اللہ تشریف لائے اور محبت میں فرمانے لگے: زکریا! مجھے پتہ ہے تو ململ کا کپڑا پہنتا ہے، میرے ڈر کی وجہ سے جب میں آتا ہوں تو ململ کا کپڑا اتار کر کھدر کا پہن لیتا ہے۔ تو حضرت شیخ زکریا کا جواب سنیں! فرمانے لگے: حضرت! میں آپ سے تو نہیں ڈرتا، آپ کے کندھے پر کون سی بندوق رکھی ہے، میں اس وجہ سے ڈرتا ہوں کہ اللہ کا آپ سے تعلق بہت ہے، آپ ناراض ہو گئے تو اللہ ناراض ہو جائے گا۔

## 2: نکاح:

دوسری چیز جس میں لوگ افراط و تفریط کا شکار ہیں وہ "نکاح" ہے۔ اچھی طرح بات سمجھیں کہ جو بندہ حقوق ادا نہ کر سکتا ہو اس بندے کے لیے ایک نکاح کرنا بھی جائز نہیں، جو حق تلفی کرتا ہو، ظلم کرتا ہو وہ ایک نکاح سے بھی بچے اور جو حقوق کی ادائیگی کر سکتا ہو، اعتدال کے ساتھ زندگی گزار سکتا ہو تو شریعت نے اجازت دی ہے کہ وہ دو، تین یا چار نکاح کرے۔ میں اکثر یہی گزارش کرتا ہوں کہ خواتین اور عورتوں کی آہوں سے بچو۔ باپ نے اپنی بیٹی بیاہ کے آپ کے گھر بھیج دی ہے، اس عورت نے بھی سارا خاندان چھوڑا ہے اس شوہر کے لیے۔ اگر یہ بھی اس پر ظلم کرے گا تو اس کا ظلم عرش کو ہلاکے رکھ دے گا۔ اس کو ڈانٹنا، اس کو مارنا، پیٹنا، بتاؤ اس سے بڑا ظلم اور کون سا ہو سکتا ہے؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا سے جا رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر دو ہی جملے تھے:

الصلوة وما ملکت ایمانکم

محدثین فرماتے ہیں کہ اس میں بیوی بھی شامل ہے کیونکہ یہ بھی شوہر کے ماتحت ہوتی ہے۔

### دو واقعات:

1: حضرت مولانا محمد سعید احمد صاحب رحمہ اللہ بہت بڑے بزرگ تھے۔ مدینہ منورہ میں مقیم تھے۔ ایک ساتھی کا نکاح ہوا۔ وہ ایک ڈیڑھ مہینہ کے بعد سال کے لئے جماعت میں جانے لگا، حضرت کو کسی ساتھی نے کہا تو حضرت نے بلا کر فرمایا: بھائی! نئی نئی شادی ہے، مہینہ ڈیڑھ مہینہ گزرا ہے تم سال میں چل پڑے ہو تو ہر مہینے میں ایک خط - ذرا توجہ رکھنا اکابر کا مزاج سمجھنا - گھر اپنی بیوی کو لکھنا اور اس میں لکھنا کہ دن تو گشت میں گزرتا ہے، تعلیم میں گزرتا ہے، اعمال میں گزرتا ہے، رات نہیں گزرتی، تم بہت یاد آتی ہو، کروٹیں بدل بدل کے سوتا ہوں اور پریشان ہوں، تمہاری محبت میں چور ہوں۔ اس نے کہا: حضرت مجھے تو اتنا پیار ہی نہیں، میں جھوٹ کیسے لکھوں؟ حضرت کا جواب سنو! فرمانے لگے: خاوند اور بیوی کا رشتہ وہ ہے کہ جھوٹ بول کر بھی اس کو خوش رکھے تو اس پر بھی ثواب ملتا ہے۔

2: حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حکیم الامت کے خلیفہ تھے، غالباً مفتی تقی عثمانی صاحب نے لکھا ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم ایک گھر میں کھانے کے لئے گئے، بہت اچھی دعوت تھی۔ کھانا کھایا۔ پردے میں خواتین بیٹھی تھیں۔ کھانا کھا کے اونچی آواز میں فرمایا: بھائی! ہماری بیٹی سے کہو کہ تم نے بہت اچھا کھانا پکایا، ہمارا دل خوش ہو گیا، اس کو تو بہت سلیقہ ہے پکانے کا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ عورت کی چیخیں نکل گئیں اتنی روئی کہ ہچکیاں بندھ گئیں۔ میں نے پوچھا: بیٹی کیا ہوا؟ اس نے کہا: حضرت مجھے کتنے سال گزر گئے، یہ جملہ مجھے شوہر نے کبھی نہیں کہا، جس کے لئے میں سب کچھ چھوڑا اس نے کبھی بھی مجھے یہ بات نہیں کہی۔ آج میں نے آپ سے یہ جملہ سنا ہے، میں کتنی خوش ہوں میں آپ کو کیسے بتاؤں؟ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

## مقام فقہ

علامہ خالد محمود

پی۔ ایچ۔ ڈی لندن

فقہ کی عظمت اور اہمیت تابعین رحمہم اللہ کی نظر میں

قرآن کریم حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں فقہ کا کیا مقام ہے اور اس کی کتنی عظمت ہے؟ یہ آپ دیکھ آئے ہیں۔ اب اس تسلسل میں چند اقوال تابعین رحمہم اللہ بھی ایک نظر دیکھ لیجیے۔

1: حضرت عمرو بن میمون الاودی رحمہ اللہ (74ھ) کہتے ہیں یکن میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے۔ فقہ میں ان کی علمی شان میرے دل میں گھر کر گئی میں زندگی بھر ان کا گرویدہ رہا۔ آپ کہتے ہیں:

"فما فارقتہ حتیٰ دفنتہ بالشام میتاً ثم نظرت الی افقہ الناس بعدہ فاتیت ابن مسعود فلزمتہ حتیٰ مات۔"

(سنن ابی داود ج 1 ص 62، مسند امام احمد ج 5 ص 231)

ترجمہ: میں آپ کے ساتھ عمر بھر لگا رہا کبھی آپ سے جدا نہ ہوا۔ یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ میں نے آپ کو شام میں قبر میں اتارا، پھر میں دیکھتا رہا کہ اب آپ کے بعد افقہ الناس کون ہے؟ (علم فقہ زیادہ جاننے والا کون ہے) پھر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہی کے ساتھ لگا رہا یہاں تک کہ آپ کی وفات ہو گئی۔

اس حدیث سے جہاں یہ پتہ چلتا ہے کہ اُس دور میں علم فقہ کی کیا قدر و منزلت تھی اور فقہاء صحابہ (جیسے حضرت معاذ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما) کس طرح امت کے امام سمجھے جاتے تھے؟ یہ بھی پتہ ملتا ہے کہ بعض تابعین رحمہم اللہ زندگی بھر ایک امام کے پیروں پر رہے۔ پھر یہ بھی واضح ہوا کہ تمام مسائل میں کسی ایک امام کی طرف رجوع کرنا ان کے ہاں کوئی عیب نہ سمجھا جاتا تھا۔

آج یہ لوگ تقلیدِ شخصی کو عیب سمجھتے ہیں۔ یہ سوچ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے دور میں نہ تھی۔ علم اسی کا اونچا سمجھا جاتا جس کو دین میں فقہ حاصل ہو، صرف حدیث کا کثرت سے بیان کرنا ان کے ہاں کافی نہ سمجھا جاتا تھا۔

2: حضرت ابوتیمہ رحمہ اللہ (97ھ) کس درجے کے تابعی ہیں، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے شاگردِ خاص ہیں۔ حافظ ابن عبد البر کہتے ہیں:

هو ثقة حجة عند جميعهم

(تہذیب التہذیب ج 5 ص 12)

آپ ایک مجمعِ علیہ علمی سند تھے۔ یحییٰ بن معین اور دارقطنی نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ آپ کے ہاں صحابہ رضی اللہ عنہم میں فقہی امتیاز کس درجے میں تھا؟ اسے درج ذیل واقعہ میں ملاحظہ فرمائیں:

آپ کہتے ہیں میں شام آیا اور میں نے دیکھا لوگ ایک شخص کے گرد گھیرا بنائے ہوئے جمع ہیں۔ میں نے کہا یہ کون ہیں؟

قالوا: هذا ائمة من بقى من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم

(اعلام الموقعین ج 1 ص 16)

ترجمہ: اس ہجوم نے کہا حضور کے جو صحابہ رہ گئے ہیں ان میں یہ فقہ کے سب سے بڑے عالم ہیں۔

یہ حضرت عمرو البکالی رضی اللہ عنہ تھے انہیں افقہ الناس صرف حضرت تمیمہ نے نہیں کہا تابعین کے اس جم غفیر نے کہا ہے۔ اس سے اس بات کی قوی شہادت ملتی ہے کہ عہد صحابہ و تابعین میں علم فقہ کو کس بلند نظری سے دیکھا جاتا تھا۔ لوگ ان کے گرد صرف روایات سننے کے لیے جمع نہ ہوتے تھے دین سیکھنے کے لیے اکٹھے ہوتے تھے لوگ پوچھتے جاتے تھے اور حضرت جواب دیتے جاتے ان دنوں دین سیکھنا فقہ پر ہی موقوف سمجھا جاتا تھا۔ صرف روایت اس کے لیے کافی نہ سمجھی جاتی تھی۔

3: حضرت مجاہد رحمہ اللہ (100ھ) کس اونچے درجے کے تابعی ہیں، یہ حضرت عبد اللہ بن عباس سے پوچھئے۔ آپ کے نزدیک فقہ کا کیا مقام ہے اور آپ کے نزدیک تمام مسائل میں کسی ایک امام کی طرف رجوع کرنا کیسا تھا؟ اسے خود ان کے الفاظ میں دیکھیے:

إذا اختلف الناس فی شئی فانظروا ما صنع عمر فخذوا به۔

(اعلام الموقوعین ج 1 ص 15)

ترجمہ: جب لوگ کسی مسئلے میں اختلاف کریں تو تم دیکھا کرو کہ اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل کیا رہا ہے؟ تم ان کے فیصلے پر فیصلہ دو۔ مسلمانوں کا اختلاف مسائل منصوصہ میں تو نہیں ہو سکتا۔ یہ مسائل غیر منصوصہ کا حل ہے جو حضرت مجاہد تجویز کر رہے ہیں اور اعلم کی طرف رجوع کرنے کی تلقین فرما رہے ہیں۔

یہ کسی ایک مسئلے میں ان کے قول کو اختیار کرنا نہیں، تمام مسائل میں ان کے قول پر اعتماد کرنا اور فیصلہ کرنا ہے اور یہی تقلید ہے۔ تقلید کن کی ہوگی؟ ان کی جو فقہ میں علم وافر رکھتے ہیں، وہی اس لائق ہیں کہ آئندہ آنے والے ان کی پیروی میں چلیں۔

ممکن ہے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کی نظر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہو جو حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل کرتے ہیں۔ حضرت امام احمد روایت کرتے ہیں:

عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: انی لادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر

(جامع ترمذی ج 2 ص 207، ابن ماجہ، احمد، مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت حذیفہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ کب تک میں تم میں رہوں، پس تم میرے بعد دو شخصوں کی پیروی کرنا: ایک ابو بکر کی اور دوسرے عمر کی۔

اس حدیث میں کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں بزرگوں کی تقلید شخصی کی تعلیم نہیں دی؟ یہاں امور حکومت مراد نہیں، امور حکومت قرآن کریم کے مطابق: وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ

[سورۃ الشوری: 38]

کے تحت رکھے گئے ہیں۔ ان میں کسی کو مطلق العنان نہیں رکھا جاسکتا، نہ اس کی تقلید کی جاسکتی ہے۔ تقلید دیگر علمی اور فقہی مسائل میں پیروی کا نام ہے جن کا تعلق غیر منصوص مسائل سے ہوتا ہے اور وہ اہل علم کے اعتماد پر قبول کیے جاتے ہیں اور ان سے ہر موقع پر دلائل کی بحث نہیں کی جاتی۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں یہ فرما رہے تھے کہ تم ابو بکر اور عمر سے دلیل لے کر ان کی پیروی کرنا؟ نہیں۔ اسلام میں اس طرح دلیل لے کر پیروی تو ہر کسی کی کی جاسکتی ہے پھر ان کی تخصیص کیا؟ یہاں جو پیروی ہے وہ ان کے اقوال کو ان کے علم پر اعتماد کرتے ہوئے قبول کرنا ہے اور یہی تقلید کا حاصل ہے۔

اللهم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه  
آمین بجاہ النبی الامی الکریم

## معرفت سے محبت پیدا ہوتی ہے

خزائن السنن کے عنوان سے عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے ملفوظات کو پیش کیا جاتا ہے۔ معرفت سے محبت پیدا ہونے کے عنوان سے حضرت دامت برکاتہم کا یہ دلنشین ملفوظ ہدیہ قارئین ہے۔  
مرتب: مفتی شبیر احمد حنفی

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر دامت برکاتہم نے فرمایا:

محبت پیدا ہوتی ہے معرفت سے، جب تک جان پہچان نہ ہو محبت نہیں ہوتی۔ ایک دفعہ دو شیخ الحدیث میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک داہنی طرف ایک بائیں طرف اور دونوں حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خلفاء کے بیٹے تھے، دونوں شیخ الحدیث اور سہارن پور میں ساتھ پڑھے ہوئے تھے لیکن تیس چالیس سال کے بعد ملاقات ہوئی ایک دوسرے کو نہیں پہچانا اور اجنبی کی طرح ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

میں نے دونوں کا تعارف کرایا کہ یہ جو داہنی طرف محدث ہیں یہ مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ کے صاحبزادے ہیں جو حکیم الامت کے خلیفہ تھے ملتان میں اور یہ مولانا محمد نبی صاحب جو رام پور میں حکیم الامت کے خلیفہ تھے ان کے صاحبزادے ہیں، مولانا مفتی محمد وجیہ صاحب جو کہ ٹنڈوالہ یار میں شیخ الحدیث ہیں۔ یہ سنتے ہی دونوں کھڑے ہو گئے اور ایک دوسرے کو لپٹ گئے اور کہا کہ ارے ہم تم تو ساتھ پڑھتے تھے۔ معلوم ہوا کہ محبت میں اشتداد معرفت کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک بچہ ری یونین میں ہو اس کا باپ بچپن ہی میں سعودیہ نوکری کے لیے چلا گیا ہو اور بیس سال کے بعد اگر آئے گا تو یہ بچہ اس کو نہیں پہچان سکتا بلکہ باپ کے کسی دوست سے معلوم کرے گا کہ میرے والد کون ہیں؟ ری یونین



کے انٹرپورٹ پر باپ اترا اور اس نے پہچان لیا کہ یہ میرا بیٹا ہے لیکن بیٹے نے نہیں پہچانا۔ باپ نے کہا کہ میرا بستر اٹھاؤ تو کہتا ہے کہ آپ کو کیا حق ہے مجھ سے بستر اٹھوانے کا، میں تو اپنے باپ کی تلاش میں مشغول ہوں۔ تب اس بڑے بوڑھے نے کہا کہ ارے یہی تو ہے تیرا ابا۔ تو پھر باپ سے لپٹ جائے گا اور معافی بھی مانگ رہا ہے اور بستر بھی سر پر رکھ رہا ہے اور کہہ رہا کہ ابا آپ خود بھی میرے کندھے پر بیٹھ جائیے۔

معلوم ہوا کہ معرفت کے بعد محبت پیدا ہوتی ہے، لیکن اس کے لیے ضرورت ہے ایک معرفت کی جو جان پہچان کرائے۔ ساری دنیا اللہ سے غافل ہوتی ہے، ایک نبی آتا ہے اور ایک عالم کو اللہ کا عارف بنا دیتا ہے اور اب نبوت تو ختم ہو گئی، اب نائنیں رسول قیامت تک ہمارے اور اللہ کے درمیان معرفت کے فرائض انجام دیتے رہیں گے۔ تقویٰ کا حصول یعنی اللہ کی معرفت و ولایت موقوف ہے اہل اللہ کی صحبت پر اور آیت: **كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ** اس پر دلالت کر رہی ہے۔

اسی لیے ہمارے اکابر مولانا قاسم نانوتوی، مولانا گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہم اللہ وغیرہ کے پاس کیا علم کی کمی تھی لیکن علم کے یہ آفتاب و ماہتاب ایک غیر عالم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمہم اللہ کی خدمت میں گئے اللہ کی معرفت حاصل کرنے۔ آج لوگ علماء کی خدمت میں جانے میں عار محسوس کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج نسبت مع اللہ اور درد بھرے دل سے محروم ہیں، ان کی تقریر میں جان نہیں۔

جب نور نہیں خود ہی دل میں منبر پہ وہ کیا برسائیں گے

صحبت اہل اللہ کا فائدہ لوگوں کو نہیں معلوم ورنہ چالیس دن کیا دو سال کسی صاحب نسبت کے دروازے پر پڑے رہتے اور کہتے۔

جی چاہتا ہے درپہ کسی کے پڑے رہیں سرزیر بار منت درباں کیسے ہوئے

جس کو اہل اللہ کی معیت و صحبت کا لطف حاصل ہو گیا انہیں وہ مزہ ملا کہ ساری زندگی کے مجاہدے ایک طرف اور اہل اللہ کی صحبت کا انعام ایک طرف۔

یہی میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اللہ والوں کی صحبت میں اللہ کا راستہ صرف آسان ہی نہیں ہوتا لذیذ بھی ہو جاتا ہے۔ ورنہ صرف مجاہدہ بھی کافی نہیں، تل اپنے آپ کو لاکھ رگڑ لے کہ بھوسی چھوٹ جائے یہاں تک کہ کولہو میں پیل دو لیکن تلی کا تیل ہی رہے گا کیونکہ پھولوں کی صحبت میں نہیں رہا۔

لیکن اسی رگڑی ہوئی تلی کو پھولوں میں ایک مدت بسادو پھر کولہو میں پیلو گے تو اب روغن گل اور روغن چنبیلی نکلے گا۔ اسی طرح اہل اللہ کی صحبت میں رہ کر مجاہدہ کرو، ان کے مشورہ پر چلو تب ولی اللہ بنو گے، بدون صحبت اہل اللہ محض اپنے مجاہدوں سے اللہ والے نہیں بن سکتے۔ ان کی صحبت سے جب معرفت نصیب ہوتی ہے تو عارف کی ایک رکعت غیر عارف کی لاکھ رکعات سے افضل ہوتی ہے کیونکہ جس درد و اخلاص و محبت سے عارف کا سجدہ ہو گا غیر عارف کو اس کی ہوا بھی نہیں لگ سکتی۔

اسی لیے ہمارے بزرگ فرماتے ہیں کہ اپنی نفلوں اور اپنی تسبیحات میں مشغول ہونے کی بجائے کسی اللہ والے کی صحبت میں بیٹھو۔ اہل اللہ کی صحبت کا جو فائدہ ہے اس کو وہی سمجھ سکتا ہے جس نے یہ فائدہ اٹھایا ہو، غرض ولایت موقوف ہے تقویٰ پر اور تقویٰ بدون صحبت صادقین متقین صالحین کے حاصل نہیں ہو سکتا جیسا کہ آیت:

كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ دلالت کر رہی ہے اور اولیاء اللہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ. الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ

(سورۃ یونس آیت 62)

معلوم ہوا کہ ایمان اور تقویٰ ان دو نعمتوں سے ولایت مرکب ہوتی ہے۔

## وراثت کے متعلق چند مسائل

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن

**سوال:** ایک شخص کا بیٹا نافرمان ہے۔ کئی بار والد سے جھگڑنے کی نوبت بھی آچکی ہے۔ نماز روزہ کا بھی پابند نہیں، ہر وقت بری صحبت میں رہتا ہے۔ ان حالات کے پیش نظر باپ نے اپنے اس بیٹے کو اپنی منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد سے محروم کر دیا ہے اور اخبار میں بھی عاق نامہ کا اشتہار دے دیا ہے۔

آیا اس طرح والد کا اپنی اولاد کو محروم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیونکہ بعید نہیں کہ والد کا ترکہ ملنے پر وہ مزید بے راہ روی اور ناجائز امور و افعال کا مرتکب ہو۔

**جواب:** وراثت ایک اضطراری حق ہے، والد کے ختم یا زائل کرنے سے ختم نہیں ہو گا۔ اس لیے اس شخص کا بیٹے کو محروم کرنا شرعاً لائق اعتبار نہیں بلکہ بیٹا جائیداد کا بدستور وارث ہو گا۔

بیٹا جب بے راہ روی کا شکار ہے اور والدین کا بھی نافرمان ہے تو وہ اپنی آخرت تباہ کر رہا ہے جس کا وبال ممکن ہے اسے اس دنیا میں بھی ملے اور آخرت میں تو یقیناً بد اعمالی کی سزا ملے گی، لیکن والدین کو اجازت نہیں کہ اسے محروم کر دیں ورنہ وہ خود اپنی آخرت برباد کر بیٹھیں گے۔ کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من قطع میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنة یوم القیامة

(مشکوٰۃ المصابیح: 3078)

وفی تکملة رد المحتار: الارث جبری لا یسقط بالاسقاط

(ج 2: ص 116)

**سوال:** میرے والد صاحب کو فوت ہوئے چار سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ والد صاحب نے ترکہ میں دو مکان، ایک دکان اور پانچ ایکڑ زمین چھوڑی ہے۔ ہم چار بھائی اور تین بہنیں ہیں اور والدہ صاحبہ بھی حیات ہیں۔ یہ ترکہ ہمارے درمیان کیسے تقسیم ہوگا؟

**جواب:** مرحوم کے ترکہ میں سے تجہیز و تکفین، قرضہ کی ادائیگی اور وصیت کی نفاذ کے بعد جو رقم بچے اسے اٹھاسی (۸۸) حصوں پر تقسیم کیا جائے گا۔ ان میں سے گیارہ (۱۱) حصے بیوہ کو، چودہ چودہ (۱۴، ۱۴) لڑکوں کو اور سات سات (۷، ۷) لڑکیوں کو دیے جائیں گے۔  
نقشہ یہ ہے:

بیوہ	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی
11	14	14	14	14	7	7	7

**سوال:** ہمارے ہاں عام طور پر بیٹی کا نکاح کرتے وقت جہیز کے نام پر اسے کچھ سامان دیا جاتا ہے۔ جب تقسیم میراث کا وقت آتا ہے تو اسے ترکہ میں سے کچھ نہیں دیا جاتا بلکہ یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ ہم نے جہیز کی شکل میں اسے اس کا حصہ دے دیا تھا شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟ کیا جہیز دینے سے اس لڑکی کا ورثہ میں سے حصہ ختم ہو جاتا ہے؟

**جواب:** یہ موقف اختیار کرتے ہوئے کہ "ہم نے جہیز کی شکل میں اسے اس کا حصہ دے دیا تھا" بیٹیوں کو جائیداد سے محروم کرنا چند وجوہ سے غلط ہے۔

1: ترکہ کا حصہ والدین کی جائیداد کا ایک متعین حصہ ہوتا ہے۔ جہیز کے نام پر جو

چیزیں والدین نے دی ہیں ان کی مالیت متعین نہیں ہوتی بلکہ وہ حسب توفیق دیتے ہیں۔ تو ایک متعین حصہ ایک غیر متعین حصہ کے قائم مقام کیسے ہو سکتا ہے؟

2: ورثہ والدین کی وفات کے بعد ہوتا ہے، حیات میں نہیں۔

3: ایک چیز کا دوسری چیز کے بدلے لینا دینا یہ معاملہ ہے جو دو فریقوں کے درمیان طے پاتا ہے۔ تو کیا والدین نے بیٹی کے ساتھ طے کیا تھا کہ یہ جہیز ہم تمہیں ورثہ کے بدلے دے رہے ہیں؟

خلاصہ یہ کہ اس طرح جہیز کے نام پر اپنی بیٹیوں کو وراثت سے محروم کرنا سنگین جرم اور گناہ ہے۔ اس سے یکسر اجتناب کیا جائے اور بیٹیوں کو شرعاً جو ان کا حصہ بنتا ہے دیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

## فقہ کی تدوین

مولانا غوث الدین حقانی

فقہاء نے فقہ کی تدوین کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا "الفقہ زرعقا بن مسعود و علقمہ حصادہ ثم ابراہیم داس نعمان طاحنہ یعقوب عاجنہ و محمد خابز و الاکل الناس" ترجمہ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فقہ کا کھیت بویا۔ حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو سیراب کیا حضرت حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا اناج جدا کیا۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت التابعی الکوفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو پیسا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ نے اس کو گوندھا امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ نے اس اناج کی روٹیاں پکائیں باقی ساری امت کے لوگ اس کو کھانے والے ہیں۔

(کمالات امام ابو حنیفہ ۱۷۴)

## تجارت اور سود میں فرق

مفتی رئیس احمد

شرعیہ ایڈوائزر حلال ریسرچ کونسل

سود کے مال کی بے برکتی:

سود خور کا مال اگرچہ بڑھتا ہوا نظر آتا ہے مگر وہ بڑھنا ایسا ہے جیسے کسی انسان کا بدن ورم سے بڑھ جائے ورم کی زیادتی بھی تو بدن کی زیادتی ہے مگر کوئی سمجھدار انسان اس زیادتی کو پسند نہیں کر سکتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ زیادتی موت کا پیغام ہے اسی طرح سود خور کا مال کتنا ہی بڑھ جائے مگر مال کے فوائد و ثمرات یعنی راحت و عزت سے ہمیشہ محروم رہتا ہے

سود خوروں کی ظاہری خوشحالی دھوکہ ہے:

شاید کسی کو یہ شبہ ہو کہ آج تو سود خوروں کو بڑی سے بڑی راحت حاصل ہے وہ کوٹھیوں، بنگلوں کے مالک ہیں عیش و آرام کے سارے سامان مہیا ہیں کھانے پینے اور رہنے سہنے کی ضروریات بلکہ فضولیات بھی سب ان کو حاصل ہیں نوکر چاکر اور شان و شوکت کے تمام سامان موجود ہیں لیکن غور کیا جائے تو ہر شخص سمجھ لے گا کہ سامان راحت اور ”راحت“ میں بڑا فرق ہے سامان راحت تو فیکٹریوں اور کارخانوں میں بنتا اور بازاروں میں بکتا ہے وہ سونے چاندی کے عوض حاصل ہو سکتا ہے لیکن جس کا نام راحت ہے وہ نہ کسی فیکٹری میں بنتی ہے نہ کسی منڈی میں بکتی ہے وہ ایک ایسی رحمت ہے جو براہ راست حق تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے جو بعض اوقات بے سرو سامان انسان بلکہ جانور کو بھی دی جاتی ہے اور بعض اوقات ہزاروں اسباب و سامان کے باوجود حاصل نہیں ہو سکتی

ایک نیند کی راحت کو دیکھ لیجیے کہ اس کو حاصل کرنے کے لیے آپ یہ تو کر سکتے ہیں کہ سونے کے لیے مکان کو بہتر سے بہتر بنائیں اس میں ہوا اور روشنی کا پورا اعتدال ہو مکان کا فرنیچر دیدہ زیب اور دل خوش کن ہو چارپائی اور گدے تکیے حسب منشاء ہوں لیکن کیا نیند آجانا ان سامانوں کے مہیا ہونے پر لازمی ہے؟ اگر آپ کو کبھی اتفاق نہ ہو اہو تو ہزاروں وہ انسان اس کا جواب نفی میں دیں گے جن کو عارضے سے نیند نہیں آتی یہ سارے سامان دھرے رہ جاتے ہیں خواب آور دوائیں بھی بعض اوقات جواب دے دیتی ہیں نیند کے سامان تو آپ بازار سے خرید لائے لیکن نیند آپ کسی بازار سے کسی قیمت پر نہیں لاسکتے اسی طرح دوسری راحتوں اور لذتوں کا حال ہے ان کے سامان تو روپے پیسے کے ذریعے حاصل ہو سکتے ہیں مگر راحت اور لذت کا حاصل ہو جانا ضروری نہیں۔

یہ بات سمجھ لینے کے بعد سود خوروں کے حالات کا جائزہ لیجیے تو ان کے پاس آپ کو سب کچھ ملے گا مگر ”راحت“ کا نام نہ پائیں گے وہ اپنے کروڑ کو ڈیڑھ کروڑ اور ڈیڑھ کروڑ کو دو کروڑ بنانے میں ایسے مست نظر آتے ہیں کہ ان کو اپنے کھانے پینے کا ہوش ہے نہ اپنے بیوی بچوں کا کئی کئی فیکٹریاں چل رہی ہیں دوسرے ملکوں سے جہاز آرہے ہیں ان کی ادھیڑ بن ہی میں صبح سے شام اور شام سے صبح ہو جاتی ہے افسوس ہے کہ ان دیوانوں نے سامان راحت کا نام راحت سمجھ لیا ہے اور درحقیقت راحت سے کو سوں دور ہو گئے اگر یہ مسکین راحت کی حقیقت پر غور کرتے تو یہ اپنے آپ کو سب سے زیادہ مفلس محسوس کرتے یہ حال تو ان کی راحت کا ہے۔

اب ”عزت“ کو دیکھ لیجیے یہ لوگ چونکہ سخت دل بے رحم ہو جاتے ہیں ان کا پیشہ ہی یہ ہوتا ہے کہ مفلسوں کی مفلسی سے یا کم مایہ لوگوں کی کم مائیگی سے فائدہ اٹھائیں ان کا خون چوس کر اپنے بدن کا پالیں اس لیے ممکن نہیں کہ لوگوں کے دلوں میں ان کی کوئی عزت دو قار ہو۔



یورپ اور افریقہ مصر و شام کے یہودیوں کی تاریخ پڑھ لیجیے ان کے حالات کو دیکھ لیجیے ان کی تجوریاں کتنے ہی سونے چاندی اور جواہرات سے بھری ہوئی ہوں لیکن دنیا کے کسی گوشے میں انسانوں کے کسی طبقے میں ان کی کوئی عزت نہیں بلکہ ان کے اس عمل کا یہ لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عوام کے دلوں میں ان کی طرف سے بغض اور نفرت پیدا ہوتی ہے اور آج کل تو دنیا کی ساری جنگیں اسی بغض و نفرت کے مظاہرے ہیں محنت و سرمایہ کی جنگ نے ہی دنیا میں اشتراکیت اور اشتمالیت کے نظریے پیدا کیے کمونزم کی تحریکیں سرگرمیاں اسی بغض و نفرت کا نتیجہ ہیں جن کے پوری دنیا قتل و قتال اور جنگ و جدال کا جہنم بن کر رہ گئی ہے یہ حال تو ان کی راحت اور عزت کا ہے اور تجربہ شاہد ہے کہ سود کا مال سود خور کی آنے والی نسلوں کی زندگی بھی خوشگوار نہیں بننے دیتا یا ضائع ہو جاتا ہے یا اس کی نحوست سے وہ بھی مال و دولت کے حقیقی ثمرات سے محروم و ذلیل رہتے ہیں۔

(جاری ہے)

## علم نافع کیا ہے؟

مولانا اعجاز احمد دیروی

جو شخص دنیا کے لئے علم سیکھتا ہے۔ وہ علم کی برکت سے محروم رہتا ہے اسے علم کا رسوخ حاصل نہیں ہوتا۔ نہ مخلوق خدا کو اس سے فائدہ ہوتا ہے اور جو شخص علم دین دین کے لئے سیکھتا ہے۔ اسے علم کی برکات نصیب ہوتی ہیں۔ اسے علم میں رسوخ کا درجہ حاصل ہوتا ہے اور علم حاصل کرنے والے اس کے علم سے نفع اٹھاتے ہیں۔

(ملفوظات امام اعظم ابوحنیفہ)

## خوراک کا اثر

مولانا محمد رضوان عزیز حفظہ اللہ

علامہ کمال الدین دیرمی رحمۃ اللہ نے جانوروں کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام "حیات الحيوان" ہے۔ یہ کتاب جانوروں کی عادات و خواص پر معلومات کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ اس میں مختلف جانوروں کے گوشت، ان کا دودھ یا انڈے استعمال کرنے کے مختلف فوائد لکھے ہیں۔ مثلاً بطخ کا گوشت کھانے سے آدمی موٹا ہو جاتا ہے۔ (ج: 1، ص: 284 اردو) شیر کا گوشت کھانا فالج کے لئے مفید ہے (ج: 1، ص: 65) بھینس کا گوشت کھانے سے جو نہیں پیدا ہو جاتی ہے

(ج: 1، ص: 481)

یہ تو خیر بطور نمونہ کے پیش کیے ہیں، اب ہم اصل مسئلہ کی طرف آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حلت و حرمت کے احکامات بیان فرمائے ہیں، ان میں جانوروں کی نفاست کے ساتھ ساتھ ان کے گوشت کے طبی خواص کو بھی پیش نظر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهْلَ لِغَيْرِ اللَّهِ﴾

(سورة المائدة: 3)

تم پر مردار جانور، خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور حرام کر دیا گیا ہے جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا گیا ہو۔

(آسان ترجمہ قرآن از مفتی محمد تقی عثمانی)

مردار کھانے کی حرمت کی علت کو واضح کرتے ہوئے حکیم الامت، مجدد ملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "مردار کے اندر ایک

خطرناک زہر ہوتا ہے، جس کا نتیجہ انسان کے لئے اچھا نہیں ہوتا۔ چنانچہ جتنی مردار خور قومیں ہیں ان کی زبان اور عقل موٹی اور بھدی ہوتی ہے۔"

نیز فرماتے ہیں: "جو لوگ مردار خور ہوتے ہیں ان کی صورت و شکل و اخلاق ایسے قبیح ہوتے ہیں گویا ان کا مزاج ہی انسانیت سے خارج ہوتا ہے۔ رذالت طبع و قساوت قلبی ان کی فطرت و جبلت ہوتی ہے"

(احکام اسلام عقل کی نظر میں ص: 205 تا 206)

اسی طرح مردار خور جانوروں اور مردار خور انسانوں کی عادات بھی باہم ملتی جلتی ہیں۔ کتا، خنزیر اور گدھ مردار خور جانور ہیں۔ ان کی خبیث عادت یہ ہے کہ انہیں بدبودار غذا بہترین اور عمدہ کھانے سے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔

کتا کبھی پھول سوگھتا نظر نہیں آئے گا بلکہ ہمیشہ گندگی سوگھتا ہی نظر آئے گا، کیونکہ مردار کھانے سے اس کی فطرت خبیث ہو چکی ہے جس کا اثر اس کے دل و دماغ پر چھایا ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ گندگی کی تلاش میں ہی رہتا ہے۔ یہ اثرِ بہیمیت و وحشت صرف مردار خوری سے ہی آتی ہے۔

لہذا جس طرح اللہ تعالیٰ نے مردار خوری کو حرام قرار دیا ہے کہ اس سے انسان کی فطرت میں بہیمیت پیدا ہوتی ہے اسی طرح معنوی حرام خوری سے بھی منع کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا. أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا  
فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ

(سورۃ حجرات: 12)

اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو خود تم نفرت کرتے ہو! اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا، بہت مہربان ہے۔

(آسان ترجمہ قرآن از مفتی تقی عثمانی)

اللہ تعالیٰ نے اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کرنے کو مردار کھانے سے تشبیہ دی ہے امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے ذیل میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جب حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے زنا کا اعتراف کیا اور رجم کر دیے گئے تو دو صحابہ رضی اللہ عنہما نے آپس میں سرگوشی کی کہ اس ماعز کو دیکھو کہ اللہ نے اس کا پردہ رکھا تھا مگر اس نے خود ہی پیش ہو کر اپنے اوپر سزا جاری کروائی حتیٰ کہ کتے کی طرح رجم ہو گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سن کے خاموش ہو گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردہ گدھے کے پاس سے گزرے تو ان دونوں کو بلا کر کہا: اسے کھاؤ! انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس مردار کو کون کھاتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کی برائی بیان کرنا [غیبت کرنا] اس مردار کے کھانے سے زیادہ سخت ہے او کما قال علیہ السلام۔

یعنی غیبت کرنا مردار کھانے کی طرح ہے۔ جیسا کہ سابقہ شمارے میں عرض کیا گیا تھا کہ یہود کی عاداتِ بد میں سے ایک عادت مردار خوری کی بھی تھی اور وہ مردار خوری یہی تھی کہ وہ غیبت کیا کرتے تھے، جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں ان کے بیٹوں نے کہا

إِنَّ أَبَا لَافِي ضَلَّالٌ مُّبِينٌ

(سورۃ یوسف: 8)

کہ ہمارا باپ کھلی گمراہی میں ہے۔

بنو اسرائیل کی اس عادت [مردار خوری] کی طرح اس امت کا ایک طبقہ بھی غیبت کرنا اپنا وطیرہ بنائے ہوئے ہیں۔

صبح شام امت مسلمہ کی غیبت کرنا حتیٰ کہ ائمہ اسلاف رحمہم اللہ کے بارے بدگمانی پھیلا نا اور بدزبانی کرنا ان کا محبوب مشغلہ ہے۔ حتیٰ کہ ائمہ فقہاء رحمہم اللہ کے بارے میں تو وہ بدزبان اس قدر جری ہیں کہ ان کی عظمت و عزت کی پیشگوئی کرنے والی کوئی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہیں مل جائے تو اپنے خود ساختہ اصولوں سے اس حدیث کا حلیہ بگاڑ دیتے ہیں اور اس اندھا دھند غیبت میں ان کی زبانیں اور قلم ان کے خواص و عوام سبھی مشغول ہیں۔ اس کثرتِ مردار خوری سے ان کی شکلیں ایسی مسخ ہوئی ہیں کہ دیکھتے ہی خوف و حشت سا ہونے لگتا ہے۔

داڑھیاں دیکھو تو بغیر خط کے بکھری ہوئی، سر پر بال دیکھو تو باوجود سنوارنے کے اسباب رکھنے کے بیوہ کی مانگ کی طرح اجڑے ہوئے، سر پر شریفانہ پگڑی و ٹوپی کی بجائے اونٹ کی کوہان کی طرح ننگا سر، گفتگو محض الزام تراشی اور فقہاء کرام سے بدگمانی پر مبنی ہوتی ہے۔

اس درندگی پر مبنی صفات کی وجہ صرف یہی نظر آتی ہے کہ یہ اسلاف امت کا گوشت کھانے میں مشغول ہیں۔ اللہ انہیں ہدایت نصیب فرمائے اور غیبت کی عادت بد سے نجات نصیب فرمائے۔ آمین



## نماز اہل سنت والجماعت

مولانا محمد الیاس گھمن

شروع نماز میں رفع یدین کرنا

1: عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَرْفَعُ الْأَيْدِيَّ فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ... فِي إِفْتِتَاحِ الصَّلَاةِ۔  
(شرح معانی الآثار ج 1 ص 416 باب رفع الیدین عند رویت البيت)

ترجمہ:

حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سات مقامات پر ہاتھوں کو اٹھایا جاتا ہے (ان میں سے ایک) شروع نماز میں۔ (یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت)

2: عَنْ وَاثِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ  
(سنن ابی داؤد ج 1 ص 112 باب تفریع استفتاح الصلوة)

ترجمہ:

حضرت واثل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب نماز شروع کی تو رفع یدین کیا۔

رفع یدین کی کیفیت:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ لِلصَّلَاةِ نَشَرَ أَصَابِعَهُ۔

(جامع الترمذی ج 1 ص 56 باب نشر الاصابع عند التكبير، صحيح ابن خزيمة ج 1 ص 263 باب نشر الاصابع عند رفع الیدین... رقم الحديث 458)

ترجمہ :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے تکبیر کہتے تو اپنی انگلیوں کو کھلا رکھتے۔

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں؟

1: عَنْ وَاَيْلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ لَأَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى لَمْ تَكْدَأْ بَيْنَهُمَا تُحَاذِي شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ۔

(سنن النسائي ج 1 ص 141 باب موضع الابهامين عند الرفع، سنن ابی داؤد ج 1 ص 112 باب تفریع افتتاح الصلوة، مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 406 باب الی ابن یبلغ بیدہ، رقم الحدیث 2425)

ترجمہ :

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب نماز شروع فرماتے تو رفع یدین کرتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں انگوٹھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں کی لو کے برابر ہو جاتے۔

2: عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اكْتَبَرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى يُحَاذِي بِهِمَا أُذُنَيْهِ... وَفِي رِوَايَةٍ... حَتَّى يُحَاذِي بِهِمَا فُؤُوعَ أُذُنَيْهِ۔

(المحلی بالآثار لابن حزم ج 2 ص 264 تحت مسئلہ 35، مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 407 باب الی ابن یبلغ بیدہ، رقم الحدیث 2427)

ترجمہ :

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے تھے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے یہاں تک کہ انہیں کانوں کے قریب کر لیتے ایک روایت میں ہے کہ اپنے کانوں کی لو کے برابر کر لیتے تھے۔“

## رفع یدین میں ہتھیلیوں کا قبلہ رخ ہونا:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَفْتَحَ أَحَدُكُمْ (الصلوة) فَلْيَرْفَعْ يَدَيْهِ وَلْيَسْتَقْبِلْ بِتَاطُنِهِمَا الْقِبْلَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَمَامَهُ۔  
(المعجم الاوسط للطبرانی ج 6 ص 9 رقم الحديث 7801، السنن الكبرى للبيهقي ج 2 ص 27 باب كيفية رفع اليدين، مجمع الزوائد ج 2 ص 270 باب رفع اليدين في الصلوة)

ترجمہ:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز شروع کرے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھائے اور ہتھیلیوں کو قبلہ رخ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے۔

دائیں ہاتھ سے بائیں کو پکڑنا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّا مَعَشَرُ الْأَنْبِيَاءِ أَهْمُنَا أَنْ نَوْخِزْ سُحُورَنَا وَنُعْجِلَ فِطْرَنَا وَأَنْ نُمْسِكَ بِأَيْمَانِنَا عَلَى شِمَائِلِنَا فِي صَلَاتِنَا۔

(صحیح ابن حبان ص 554.555 ذکر الاخبار عما يستحب للمريء، رقم الحديث 1770، المعجم الكبير للطبرانی ج 5 ص 233 رقم الحديث 10693، المعجم الاوسط ج 3 ص 179)

ترجمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم انبیاء علیہم السلام کی جماعت کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ سحری تاخیر سے کریں، افطار جلدی کریں اور نماز میں اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر رکھ کر پکڑیں۔



دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے گئے (کلائی) پر رکھنا:

1: عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَا نَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ يُصَلِّي؟ قَالَ فَتَنْظُرُ إِلَيْهِ قَامَ فَكَثَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَادَتْهُ أَذُنَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرَى وَالْأُشْغَى وَالسَّاعِدِ۔

(صحیح ابن حبان ص 577 ذکر ما يستحب للمصلي رفع اليدين، سنن النسائي ج 1 ص 141 باب موضع اليمين من الشمال في الصلوة، سنن ابی داؤد ج 1 ص 112 باب تفریع استفتاح الصلوة)

ترجمہ:

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے کہا کہ دیکھو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے نماز پڑھتے ہیں؟

تو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے کھڑے ہوئے، تکبیر کہی اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ کانوں کے قریب کر لئے پھر اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی پشت، گئے اور کلائی پر رکھا۔

2: عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَسَدَ الْيُمْنَى عَلَى ذِرَاعِهِ الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ۔

(صحیح البخاری ج 1 ص 102 باب وضع اليمين على اليسرى)

ترجمہ:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کو حکم دیا جاتا کہ نماز کے وقت آدمی اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں کلائی پر رکھے۔

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا:

1: عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ الشَّرَةِ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 3 ص 322، 321، وضع اليمين على الشمال، رقم الحديث 3959)

ترجمہ :

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے ہوئے تھے

2: عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَأَنَّ مِنَ السُّنَّةِ فِي الصَّلَاةِ وَضْعَ الْأُكْفِ عَلَى الْأُكْفِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔

(الاحادیث المختارہ للمقدسی ج 2 ص 387 رقم الحدیث 771، مصنف ابن ابی شیبہ ج 3 ص 324، وضع الیمین علی الشمال، رقم الحدیث 3966)

ترجمہ :

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز میں سنت یہ ہے کہ اپنے (دائیں) ہاتھ کو (بائیں) ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا جائے۔

3: عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ثَلَاثٌ مِنْ أَحْلَاقِ النَّبُوَّةِ تَعْجِيلُ الْإِفْطَارِ وَتَاخِيرُ السُّحُورِ وَوَضْعُ الْيَدِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔

(الجوہر النقی علی البیہقی ج 2 ص 32 باب وضع الیدین علی الصدر فی الصلوۃ)

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں نبوت کے اخلاق میں سے ہیں۔

1: روزہ جلدی افطار کرنا۔

2: سحری دیر سے کھانا۔

3: نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

ثنا سبحانک اللہم پڑھنا :

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ۔

(سنن النسائی ج 1 ص 143 باب نوع آخر من الذكر)

ترجمہ : حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ آخر تک پڑھتے تھے۔

ترجمہ ثناء: اے اللہ! تو (شریکوں سے) پاک ہے، تیری تعریف کرتا ہوں، تیرا نام برکت والا ہے، تیری شان سب سے اونچی ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

2: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ الْخَطَّابَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يَجْهَرُ بِهَذَا أَلِ الْكَلِمَاتِ يَقُولُ  
سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَيَحْمَدُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ۔

(صحیح مسلم ج 1 ص 172 باب حجة من قال لا يجهر بالبسملة)

ترجمہ: حضرت عبدہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ان کلمات کو بلند آواز سے کہتے تھے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَيَحْمَدُكَ آخر تک۔ (غالباً یہ تعلیم کے لئے ہو گا)

ثناء آہستہ پڑھنا:

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ رُبِعَ يَخَافُ بِهِنَ الْإِمَامُ... سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَيَحْمَدُكَ۔  
(كتاب الآثار لأبي حنيفة ج 1 ص 108 رقم الحديث 83 باب الجهر بسم الله الرحمن الرحيم، مصنف عبد الرزاق ج 2 ص 57 باب ما يخفى الامام، رقم الحديث 2599)

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ چار چیزیں ہیں جنہیں امام آہستہ پڑھے ان میں پہلی سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَيَحْمَدُكَ ہے۔

اعوذ باللہ پڑھنا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔  
(سورة النحل: 98)

ترجمہ: جب آپ قرآن کی تلاوت کیا کریں تو شیطان مردود سے بچاؤ کے لئے اللہ کی پناہ مانگ لیا کریں۔ (یعنی اعوذ باللہ پڑھا کریں)

2: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔

(مصنف عبد الرزاق ج 2 ص 56 باب متى يستعذ، رقم الحديث 2599)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرات سے قبل أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھتے تھے۔

## حبر الامۃ سیدنا حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

مولانا محمد عاطف معاویہ حفظہ اللہ

نام و نسب:

عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی البہاشمی۔ آپ رضی اللہ عنہما حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں۔

(الاصابہ ج 2 ص 1074 رقم 4783، اسد الغابہ ج 3 ص 96 رقم 3038)

ولادت:

ہجرت سے تین سال قبل (جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم شعب ابی طالب میں تھے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ولادت باسعادت ہوئی۔

(الاستیعاب ص 466، 465 رقم 1610)

علمی ذوق:

آپ بچپن ہی سے علمی ذوق رکھنے والے تھے۔ آپ اکثر اوقات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں اپنی خالہ سیدہ میمونہ بنت ابی حارث رضی اللہ عنہما کے پاس رہتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت دیکھتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے تھے۔ اسی صحبت کی برکت سے آپ نے اپنے وقت کے مروجہ تمام علوم میں مہارت تامہ حاصل کر لی تھی۔ خصوصاً علم التفسیر اور علم فقہ میں آپ رضی اللہ عنہما کو جو مہارت تھی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ شاید اس کی وجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلنے والی وہ دعا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہما کے حق میں فرمائی تھی۔

آپ رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں: "كنت في بيت ميمونة بنت الحارث فوضعت لرسول الله صلى الله عليه وسلم طهورا فقال من وضع هذا؟ قالت ميمونة عبد الله فقال صلى الله عليه وسلم اللهم فقهه في الدين وعلّمه التأويل۔ (صحیح ابن حبان ص 1885 رقم الحدیث 7055)

کہ میں اپنی خالہ ام المومنین حضرت ميمونة بنت الحارث رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھا۔ [حضور صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لیے تشریف لے گئے تو] میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پانی رکھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ پانی کس نے رکھا ہے؟ حضرت ميمونة رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ عبد اللہ نے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! اسے دین کی سمجھ عطاء فرما اور تاویل (تفسیر) کا علم سکھا۔ اسی دعا کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دونوں علوم [علم فقہ اور علم تفسیر] میں وافر حصہ عطاء فرمایا تھا۔

تفسیر قرآن:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو تفسیر میں مہارت کی وجہ سے مفسر قرآن اور ترجمان القرآن کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ہم یہاں آپ رضی اللہ عنہما سے مروی چند تفاسیر کو نقل کرتے ہیں جو اس بات کی دلیل ہیں کہ اہل السنۃ والجماعہ کا موقف عقائد و مسائل میں قرآن سے موید ہے۔

1: قرآن کریم میں بہت سارے مقامات پر اللہ تعالیٰ کے لیے لفظ ید، عین، وجہ، ساق وغیرہ استعمال کیے گئے ہیں ان الفاظ کے بارے میں متاخرین اہل السنۃ کا موقف یہ ہے کہ ان الفاظ کا حقیقی معنی اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے ہم ان کے معانی میں درجہ ظن میں تاویل کرتے ہیں یعنی ضرورت کے وقت ان الفاظ میں تاویل ہو سکتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ان الفاظ میں تاویل منقول ہے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہما قرآن کریم کی آیت یوم یکشف عن ساق، میں "ساق" کا معنی شمت فرماتے ہیں اور آیت والسماء بنینہا باید میں "اید" کا معنی قوت فرماتے ہیں (فتح الباری ج 8 ص 846، تفسیر جامع البیان للقرطبی ج 13 ص 8034)

2: اہل السنۃ والجماعۃ کا موقف یہ کہ مسائل اجتہادیہ میں مجتہدین اور فقہاء کی اتباع و تقلید کرنی ضروری ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَاولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ الْإِيه

(نساء: 59)

اس آیت میں اولی الامر سے مراد فقہاء ہیں چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

قوله واولی الامر منكم یعنی اہل الفقہ والددین واهل طاعة الله الذین یعلمون الناس معانی دینہم یأمروہم بالمعروف وینہونہم عن المنکر فأوجب الله سبحانه طاعتہم علی العباد

(تفسیر ابن ابی حاتم رازی ج 3 ص 69)

یعنی اس آیت میں اولی الامر سے مراد اطاعت خدا کرنے والے وہ لوگ اور فقہاء ہیں جو لوگوں کو دین سکھاتے ہیں اچھی باتوں کا حکم کرتے ہیں بری باتوں سے منع کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر فقہاء کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے۔

3: اہل السنۃ والجماعۃ احناف کا موقف یہ ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے قرآن کی تلاوت نہ کرے اور قرآن کی آیت واذا قرء القرآن فاستمعوا له وانصتوا، اس موقف کی تائید کرتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ فرمان ہے کہ یہ آیت مقتدی کو امام کے پیچھے قرآن پڑھنے سے روکنے کے لیے نازل ہوئی ہے۔

۱: عن علی ابن ابی طلحة عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قوله واذا قرء القرآن فاستمعوا له وانصتوا یعنی فی الصلوة المفروضة

(کتاب القراءة للبیہقی ص 259 رقم 222)

یعنی فرض نماز میں جب امام قرآن پڑھے تو مقتدی خاموش رہیں اور غور سے سنیں۔

۲: عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرء فی الصلوة فقرء اصحابہ وراءہ فخلطوا علیہ فنزل واذا قرى القرآن فاستمعوا له وانصتوا فهذه فی المكتوبة ثم قال ابن عباس وان کنا لانستمع لمن یقرء ان اذا لاجفی عن الحمبر۔

(کتاب القراءة للبیہقی ص 259 رقم 223)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں قرآن کی تلاوت کی تو صحابہ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تلاوت کی جس کی وجہ سے آپ علیہ السلام پر قراءت خلط ملط ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی واذا قرى القرآن فاستمعوا له وانصتوا، یہ حکم فرض نماز میں ہے اس کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر ہم امام کی قراءت نہ سنیں تو پھر ہم گدھے سے بھی سخت ہوئے۔

## تین صفات

شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کے

اتوالاؤمی کامل تب ہوتا ہے جب اس میں تین صفتیں موجود ہوں۔

۱: اس کا علم فقہاء جیسا ہو

۲: عبادت اولیاء جیسی ہو۔

۳: اس کے عقائد متکلمین جیسے ہوں۔

(ابو محمد، سرگودھا)

## سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

مولانا محمد اکمل راجنپوری حفظہ اللہ

سیدنا جابر بن عبد اللہ بن عمرو بن حرام ابو عبد اللہ سلمیٰ انصاری رضی اللہ عنہ کو حصول علم کا بہت شوق تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کو کسی حدیث کے متعلق علم ہوتا کہ وہ فلاں آدمی کے پاس ہے تو اس کے حصول کے لیے زاد سفر باندھ لیتے، پھر انھیں لمبا سفر اس عزم سے مانع ہوتا نہ بڑھاپا۔

### ایک حدیث کے لیے مصر کا سفر:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے صرف ایک حدیث [جو قصاص کے متعلق تھی] سننے کے لیے مصر کا سفر کیا۔ ایک اونٹ خریدا، اس پر سامان سفر باندھا۔ ایک ماہ کا سفر کر کے مصر پہنچے۔ حضرت مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ جو اس وقت مصر کے امیر تھے، کو اطلاع دی گئی تو انہوں نے پوچھا کون سا جابر؟

آپ نے فرمایا: سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی۔ حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ فوراً تشریف لائے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لپٹ گئے۔ پوچھا: میرے بھائی! اتنی تکلیف کس لیے اٹھائی؟ آپ نے فرمایا کہ صرف ایک حدیث سننے کے لیے، جو آپ نے رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ کیونکہ آج اور کوئی موجود نہیں جس نے یہ حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو، میں چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی میں آپ سے وہ حدیث سن لوں۔



چنانچہ حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ نے وہ حدیث بیان فرمادی۔ مسند احمد میں ہے کہ آپ نے یہ حدیث عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے شام کا ایک ماہ سفر کر کے سنی۔ (حسن المحاضرہ ج 1 ص 107، مسند احمد ج 3 ص 495)

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ورحل جابر بن عبد اللہ مسیرۃ شہر الی عبد اللہ بن انیس فی حدیث واحد۔ (صحیح بخاری باب الخروج فی طلب العلم)

ان جابر رحل فی حدیث قصاص الی مصر لیسبعہ من عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ (سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 100)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبد اللہ بن انیس سے حدیث قصاص کو سننے کے لیے ایک ماہ کا سفر کیا۔

آخر عمر میں طلب حدیث:

حضرت عبید اللہ بن مقسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رحل جابر بن عبد اللہ فی آخر عمرہ الی مکة فی احادیث سمعھا ثم انصرف الی المدینة

(سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 100)

کہ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آخر عمر میں احادیث رسول کو سننے کے لیے مدینہ سے مکہ کا سفر کیا پھر مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ اسی شوق اور طلب علم کی بناء پر آپ کا شمار حفاظ محدثین اور مجتہدین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔

حلقہ درس حدیث:

حضرت ہشام بن عروہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رايت لجابر بن عبد اللہ حلقة فی

المسجد یوخذ عنہ

(تہذیب الکمال للزہبی ج 2 ص 197)

کہ میں نے مسجد میں سیدنا جابر بن عبد اللہ کا حلقہ درس حدیث دیکھا جس میں آپ سے علم حدیث سیکھا جا رہا تھا۔

آپ کا شمار مکثرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں:

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کثیر تعداد میں احادیث مروی ہیں۔ اس لیے آپ کا شمار مکثرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔

امام ابن اثیر جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وكان من المكثرين في الحديث، الحافظين لللسن۔

(اسد الغابۃ؛ ج 1؛ ص 330)

اور علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے بھی احد المكثرين عن النبي صلى الله عليه وسلم کے الفاظ سے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

(الاصابه؛ ج 1؛ ص 243)

تعداد مرویات:

علامہ محمد بن احمد ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مسنده بلغ ألفاً وخمسة مئة وأربعين حديثاً، اتفق له الشيخان على ثمانية وخمسين حديثاً، وانفرد له البخاري بستة وعشرين حديثاً، ومسلم بمئة وستة وعشرين حديثاً.

(سير اعلام النبلاء؛ ج 4؛ ص 101)

کہ ان کی مسند [مرویات] کی کل تعداد 1540 ہے۔ ان میں سے اٹھاون احادیث پر امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ متفق ہیں [یعنی دونوں نے ان کو اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے] 26 احادیث ایسی ہیں جو صرف امام بخاری نے اور 126 ایسی ہیں جو صرف امام مسلم نے (اپنی اپنی کتابوں میں) روایت کیں ہیں۔

یہی وضاحت خلاصہ تہذیب الکمال [ج 1 ص 174 طبع بیروت] میں بھی موجود ہے۔

## آپ کی چند مرویات کا تذکرہ:

1: آپ رضی اللہ عنہ امام کے پیچھے قراءت نہ کرنے کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں: فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلی خلف امام فان قراءۃ الامام له قراءۃ۔

(کتاب الاثار لابن حنیفہ بروایت القاضی: ص 23، 24: رقم 113)

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو امام کی قراءت مقتدی کی قراءت ہوگی۔ (مقتدی کو الگ سے قراءت کرنے کی ضرورت نہیں)

2: آپ رضی اللہ عنہ مرد اور عورت کی نماز میں فرق کے متعلق فرماتے ہیں: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا أُنْسَانِي الشَّيْطَانُ شَيْئًا مِنْ صَلَاتِي فَلْيُسَبِّحْ الرَّجَالَ وَلْيُصَفِّقِ النِّسَاءَ

(مسند احمد: ج 11: ص 507: رقم 14589)

کہ جب مجھے نماز سے شیطان کچھ بھلا دے تو مرد تسبیح کریں اور عورتیں تصفیق (یعنی ہاتھ پہ ہاتھ مار کے یاد دلائیں)

3: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ 20 رکعات تراویح کے متعلق فرماتے ہیں: خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ فی رمضان فصلی الناس اربعۃ وعشرین رکعة واوتر بثلاثۃ۔

(تاریخ جرجان ج 1 ص 142: رقم 556)

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں ایک رات تشریف لائے تو لوگوں کو چار (فرض) بیس رکعات (تراویح) اور تین و تر پڑھائے۔

4: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اونٹ کی قربانی میں تعدادِ شرکاء کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: فأمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن نشتري في الإبل والبقر كل سبعة منافي بدنة۔

(صحیح مسلم: ج:1 ص:424 بآب جواز الاشتراك)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی شریک ہو جائیں۔

ایک روایت میں ہے:

فخرنا بالحدیثیة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم البدنة عن سبعة والبقرة عن سبعة

(مسند احمد: ج:11 ص:361 رقم:14059)

کہ ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ کا مقام پر قربانی کی تو اونٹ 7 آدمیوں کی طرف سے اور گائے کی طرف سے قربان کی۔

سن وفات و مقام وفات:

آپ بیعت عقبہ میں حاضر ہونے والے یا مدینہ میں رہنے والے صحابہ میں سے آخری صحابی ہیں جنہوں نے 73 یا 74ھ میں اس دنیا فانی کو خیر باد فرمایا۔

(اسد الغابہ ج:1 ص:330. سیر اعلام النبلاء ج:4 ص:101. الاصابہ ج:1 ص:244)

آفتاب علم کا جنازہ:

آپ کی نماز جنازہ حجاج بن یوسف یا حضرت ابان بن عثمان رحمہ اللہ نے پڑھائی۔

(اسد الغابہ ج:1 ص:330. سیر اعلام النبلاء ج:4 ص:101. الاصابہ ج:1 ص:244)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ کرام کا سچا غلام بنائے۔

## شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

مولانا عبد اللہ معتمد

ولادت باسعادت: علم و عرفان کی دنیا میں عظیم الشان شخصیات کے ناموں کے ساتھ خصائص و کمالات کی تصویریں ذہن کے پردے پر نمایاں ہوتی ہیں۔ شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ علیہ ایسی جامع الاوصاف شخصیت تھے کہ جب ان کا نام زبان پر آتا ہے تو ایک کامل درجے کی اسلامی زندگی اپنے ذہن و فکر، علم و عمل اور سیرت و اخلاق کے تمام محاسن و محامد کے ساتھ تصویریں ابھر کر ذہن کے پردوں پر نقش ہو جاتی ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت 19 شوال 1296ھ بمطابق 6 اکتوبر 1879ء کو قصبہ بانگر موضع اناء میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب شہید کربلا حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ حسینی سادات کا یہ خاندان جس کے چشم و چراغ اس دور میں حضرت مولانا تھے، انیس پشت قبل ہندوستان میں آباد ہوا تھا۔ آپ کے والد ماجد مولانا حبیب اللہ (خلیفہ مجاز مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی) بڑے پایا کے بزرگ، ذاکر و شاعر اور باخدا انسان تھے۔ والدہ بھی بڑی صابر و قانع، رابعہ وقت اور پابند شریعت خاتون تھیں، جن کے اکثر اوقات ذکر و شغل اور عبادتِ الہی میں صرف ہوتے تھے۔

تعلیم و تربیت: حضرت رحمہ اللہ نے ناظرہ قرآن اور ابتدائی فارسی کی کتابیں اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ 1309ھ میں جب آپ کی عمر تیرہ سال تھی آپ کو دارالعلوم دیوبند بھیج دیا گیا۔ یہاں آپ کی خوشی نصیبی سے شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی جیسے شفیق و رفیق استاذ ملے، جنہوں نے آپ میں سعادت و خوشی بخشی کے آثار دیکھ کر آپ کی تعلیم و تربیت پہ خصوصی توجہ دینا شروع کی۔ حضرت شیخ فارغ اوقات میں آپ کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال

رکھتے۔ اس معمر معلم کو اپنے نوجوان متعلم سے اتنا تعلق خاطر تھا جیسا کسی شفیق باپ کو اپنی اولاد کے ساتھ ہوتا ہے۔ حضرت مدنی نے بھی انتہائی نیاز مندی کے ساتھ اپنے معزز استاد کی خدمت کی اور نہایت ذی استعداد اور لائق و فائق ہونے کے باوجود استاد کی شخصیت میں اپنی ذات کو فنا کر دیا۔ یہ استاد کی خدمت ہی کا نتیجہ تھا کہ آپ چند سالوں میں کہیں سے کہیں پہنچ گئے۔ برصغیر پاک و ہند اور دیگر دنیا اسلام میں حضرت کو جو مقام و مرتبہ حاصل ہے اس کا سبب بے پناہ منکسر المزاجی اور اساتذہ کی خدمت ہے۔

سفر حجاز: 1316ھ میں آپ کے والد بزرگوار بمع اہل و عیال ہجرت کر کے حجاز مقدس تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ میں اقامت اختیار کر لی۔ اس وقت مدینہ منورہ میں دو کتب خانے غیر معمولی اہمیت رکھتے تھے؛ ایک "کتب خانہ شیخ الاسلام" اور "دوسرا مکتبہ محمودیہ"۔ ان دونوں کتب خانوں میں مختلف علوم و فنون پر مشتمل کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ موجود تھا جن سے حضرت مدنی رحمہ اللہ کو استفادہ کا پورا پورا موقع ملا۔ اس کے علاوہ مدینہ منورہ اقامت کے دوران آپ نے نامور ادیب حضرت علامہ الشیخ آقند عبد الجلیل سے ادبیات کی تکمیل فرمائی جو علماء حجاز میں علم الادب کے حوالے سے نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔

حضرت مدنی رحمہ اللہ کو اپنے وقت کے یگانہ روزگار اساتذہ سے شرف تلمذ حاصل ہوا۔ مرجع العلوم حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی، حضرت مولانا عبد العلی محدث دہلوی، شیخ الحدیث حضرت خلیل احمد سہانپوری، حضرت مفتی عزیز الرحمن، مولانا حبیب الرحمن عثمانی رحمہم اللہ ہندوستان میں ساڑھے چھ سال کی مدت میں آپ نے 17 فنون کی 67 کتابیں پڑھیں۔ تعلیم کے دوران آپ تمام ہم سبقوں میں لائق و فائق رہے اور ہمیشہ اعلیٰ نمبر لے کر پاس ہوتے رہے۔

تدریس: مدینہ منورہ میں تکمیل علوم کے ساتھ آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ بھی شروع فرمادیا تھا۔ 1318ھ تک آپ کا درس ابتدائی پیمانہ پر رہا، لیکن دو تین سال بعد حلقہ درس نہایت وسیع ہو گیا۔ طلباء کا ایک جم غفیر آپ کے گرد جمع ہو گیا۔ عجمی ہونے کے باوجود حجاز مقدس کے عرب علماء کی بنسبت آپ کے حلقہ درس کی مقبولیت زیادہ تھی اور مدینہ منورہ کے علاوہ مشرق وسطیٰ، شین، جزائر تک کے تشنگان علم آپ کی طرف کھنچے چلے آتے رہے۔

قدرت نے آپ کو ذہانت و فطانت کا وہ اعلیٰ مقام عطاء فرمایا تھا جس کی نظیر آپ خود تھے۔ درس نظامی کی اکثر کتابیں از بر تھیں، اس کے باوجود بھی آپ کوئی بھی کتاب بغیر مطالعہ کے نہیں پڑھاتے تھے۔ دن رات کے 24 گھنٹوں میں صرف تین گھنٹے آرام فرماتے اور بقیہ وقت درس و مطالعہ اور ذکر و اوراد میں گزارتے۔ آپ روزانہ چودہ پندرہ اسباق کا درس و مطالعہ کرتے تھے جن میں کتب عالیہ، حدیث و تفسیر اور عقائد و اصول شامل ہوتی تھیں ان وجوہ کی بناء پر آپ کی پورے حجاز میں دھاک بیٹھ گئی اور یہ صرف مطالعہ اور تعلیم و تدریس کی بناء پر نہ تھا بلکہ ساتھ مجاہدہ و ریاضت بھی جاری تھا اور بُفحوائے حدیث "من عمل بما علم علمہ اللہ بما لا یعلمہ" [جو پڑھے ہوئے پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے خزانہ خاص سے اس کو ایسے علوم عطاء فرماتے ہیں جو پڑھنے سے نہیں آتے] آپ کو علم لدنی عطاء ہوا تھا۔

سلوک و تزکیہ نفس: 1898ء میں جب حضرت مدنی درس نظامی کی تکمیل سے فارغ ہوئے تو تزکیہ نفس کی غرض سے قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے اور آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے کا ارادہ فرمایا۔ حضرت نے بلاچوں چرا در خواست قبول فرما کر سلاسل اربعہ میں بیعت کر لیا۔ ان دنوں مولانا مدنی نے ہجرت حجاز کا قصد کر لیا۔ ہجرت کرتے وقت آپ کے مرشد قطب الارشاد حضرت گنگوہی نے فرمایا: "چونکہ تم مکہ معظمہ جا رہے ہو، وہاں قطب العالم حاجی امداد اللہ مہاجر کی کے درگاہ معرفت پر

ضرور حاضری دینا"۔ مکہ معظمہ پہنچ کر حسب ارشاد مرشد آپ حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے حلقہ مریدین میں داخل ہو گئے۔ مولانا چند ماہ حضرت حاجی صاحب کی فیض و برکات سے بہرہ اندوز ہوئے۔ 1318ھ میں حضرت گنگوہی نے آپ کو ہندوستان طلب فرمایا اور خرقہ خلافت سے نوازا۔

سیاسی جدوجہد اور اسارت مالٹا: 1338ھ میں حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ حج کرنے کی نیت سے حجاز مقدس تشریف لے گئے۔ حج سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے مدینہ منورہ میں حاضری دی۔ اسی سال خلافت عثمانیہ کے سربراہان جمال پاشا اور انور پاشا بھی حج کے لئے تشریف لائے۔ شیخ الہند اور حضرت مدنی نے ان دونوں حضرات کے ساتھ ملاقاتیں کیں۔ ان ملاقاتوں کا منشا ہندوستان پر انگریزوں کی غاصبانہ حکومت کے خلاف علم جہاد بلند کرنا تھا۔ حالات یہ پیش آئے کہ والی مکہ شریف حسین نے برطانوی حکومت کی خوشنودی کے لئے اپنے ملک کے علماء سوء سے خلافت عثمانیہ کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کے جواز کا فتویٰ تیار کر لیا اور یہ چاہا کہ شیخ الہند رحمہ اللہ بھی اس پر دستخط فرمائیں۔

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ اس انکار کی پاداش میں اور کچھ برطانوی حکومت کو اپنی وفاداری کا یقین دلانے جیسی اغراض کے لئے 23 صفر 1330ھ کو شیخ الہند رحمہ اللہ اور ان کے رفقاء حضرت مدنی اور مولانا عزیز گل کو گرفتار کر کے جزیرہ مالٹا میں بھیج دیا گیا۔ یہ حضرات وہاں تقریباً ساڑھے چار سال مقید رہے۔ انہی ایام میں مولانا مدنی کے والد ماجد اور برادر محترم مولانا محمد صدیق کو بھی غلط اطلاعات کی بناء پر نظر بندی کی مصیبتیں جھیلنی پڑیں اور ایام نظر بندی ہی میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ صرف یہی نہیں بلکہ مولانا کی اہلیہ محترمہ اور لخت جگر بھی جو مدینہ طیبہ میں رہ گئے تھے دور انقلاب کے مصائب و آلام کے شکنجے میں پھنس کر جاں بحق ہوئے۔



حضرت مدنی نے زمانہ اسارت میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔ ان ایام میں اپنے استاد کی وہ خدمت کی جس کی نظیر و مثال ناممکن ہے۔ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ معمر اور مریض تھے۔ ٹھنڈا پانے استعمال کرنے سے تکلیف ہوتی تھی اور مالٹا میں بلا کی سردی تھی۔ استاد محترم کو گرم پانی مہیا کرنے کے لئے حضرت مدنی عشاء کی نماز اور ضروریات سے فارغ ہونے کے بعد برتن میں پانی ڈال کر پیٹ سے لگا کر ساری رات بیٹھے رہتے اور تہجد کے وقت کمال ادب و احترام کے ساتھ خدمت میں پیش کرتے۔

23 جمادی الثانی 1919ء کو ان کی رہائی کے احکامات صادر ہو گئے یہ وہ روز تھا کہ ہندوستان میں تحریک خلافت اور تحریک استخلاص و حق کا آغاز ہو چکا تھا لہذا مولانا بھی اپنے استاد محترم کے ہمراہ ہندوستان میں تشریف لائے۔

## اہم نصیحت

مولانا محمد یونس اقبال حفظہ اللہ

حضرت علامہ شعرانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یاد رکھیے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے کسی آدمی سے ہر گز تعصب مت کرو۔ اور اپنے آپ کو ان لوگوں سے محفوظ رکھو جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اور آپ کے تقویٰ اور دینی احتیاط سے بے خبر ہیں اور کہتے ہیں کہ امام صاحب کے اولہ ضعیف ہیں تم ان کے اس قول میں شریک نہ ہو جانا ورنہ تمہارا انجام خسارہ پانے والے لوگوں کے ساتھ ہو گا۔

## لوح ایام

ادارہ

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کا دورہ کشمیر:

تبلیغی و اصلاحی حوالے سے متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے کشمیر کا دورہ کیا۔ اس کا آغاز 13 مئی 2012ء سے ہوا۔ کشمیر کے مختلف علاقے مثلاً مظفر آباد، چمن کوٹ، باغ، راولا کوٹ، پلندری میں مسلک حقہ کی اشاعت کے لیے مختلف اجتماعات، سیمینارز اور تربیتی کنونشنز میں خطاب فرمایا۔ چار دن پر مشتمل یہ دورہ 16 مئی 2012ء کو اختتام پذیر ہوا۔

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کا دورہ سندھ:

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کے دورہ اندرون سندھ کا آغاز 19 مئی 2012ء کو ہوا۔ سندھ کے مختلف مقامات مثلاً لاڑکانہ، حیدر آباد، سعید آباد، ٹنڈو آدم، میرپور خاص، نواب شاہ، ٹھارو شاہ وغیرہ میں مختلف اجتماعات و کنونشنز سے خطاب فرمایا۔

دورہ تحقیق المسائل 2012ء:

حسب سابق اس سال بھی دورہ تحقیق المسائل 2012ء شعبان میں ہو رہا ہے۔ یہ دورہ 23 جون سے 5 جولائی تک ہو گا۔ اس میں عقائد و مسائل اہل السنۃ والجماعۃ پر دلائل کے ساتھ ساتھ فرق باطلہ کا مدلل رد کیا جائے گا۔ محقق علماء و مناظرین کے اسباق کے ساتھ ساتھ متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن کے خصوصی اسباق ہوں گے۔

## سلام میں پہل کرنے والے کی فضیلت

مولانا محمد ابو بکر اوکاڑوی

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ الرَّجُلَانِ يَلْتَقِيَانِ أَيُّهُمَا يَبْدَأُ  
بِالسَّلَامِ فَقَالَ أَوَّلَاهُمَا بِاللَّهِ

(سنن الترمذی: 2694)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! دو آدمی ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو ان میں سے کون پہلے سلام کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ کے زیادہ نزدیک ہو۔ اس حدیث میں سلام میں پہل کرنے والے کی فضیلت بیان کی گئی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ سلام میں پہل کرنے والا دراصل وہ شخص ہوتا ہے جو اللہ کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ سلام میں پہل کرنے کے بارے میں دوسری بہت سی احادیث وارد ہیں مثلاً سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے اور آنے والا پہلے سے موجود لوگوں کو۔ حدیث مذکور میں اس صورت کے بارے میں فرمایا جب دونوں برابر ہوں یعنی دونوں سوار ہوں یا دونوں پیدل ہوں تو اس وقت جو سلام میں پہل کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو گا۔ یعنی سلام میں پہل کرنا اللہ تعالیٰ کے مقرب ہونے کی علامت ہے۔ اسی لیے حضرات مشائخ عظام نے سلام میں پہل کرنے کو تکبر کا بہترین علاج قرار دیا ہے۔

## ماہ رجب پر غلط فہمی

مسرور علی

گزشتہ دنوں میرے پاس ایک پیغام ﴿ایس ایم ایس﴾ آیا۔ پیغام ایک محترم دوست کا تھا۔ انگریزی حروف اور اردو زبان میں تھا، پوری انگریزی دانی آزما کر بڑی مشکل سے میں اس کو پڑھ سکا، لکھا تھا ”میری طرف سے آپ کو ایڈوانس رجب مبارک ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کو رجب کی خوشخبری دے اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ اس لئے میں آپ کو ایڈوانس رجب کی خوشخبری دیتا ہوں۔“

پڑھ کر افسوس ہوا، انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فوراً اپنے ساتھی کو تنبیہ کی کہ اس طرح کی من گھڑت باتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب نہ کیا کرو، نیز آپ نے بلا تحقیق اسے پھیلا کر بڑی غلطی کی ہے، توبہ کریں، استغفار کریں اور جن لوگوں کو آپ نے مذکورہ پیغام بھیجا ہے ان سب کو بتادیں کہ مجھ سے غلطی ہوگئی یہ حدیث نہیں اس کو آگے پھیلانے سے گریز کریں اور جس نے آپ کو بھیجا ہے اسے بھی سختی سے تنبیہ کریں کہ آپ حدیث کے نام پر گر رہی پھیلا رہے ہیں، اس سے توبہ کریں اور اسے پھیلا نا بند کر دیں۔

اسی طرح اس مبارک مہینے میں بعض فاسد خیال لوگ کوئٹوں کی رسم کو مذہبی اطوار سمجھ کر اس پر بڑی شد و مد کے ساتھ عمل پیرا ہوتے ہیں اور اس کو باعث نجات گردانتے ہیں شرعی نقطہ نگاہ سے یہ بدعت ہے اور اہل اسلام کو ان خرافات سے خود بھی بچنا چاہیے اور اپنے اہل خانہ دوست احباب کو بھی متنبہ کرنا چاہیے۔

آج کل یہ وبا بہت عام ہوگئی ہے کہ حدیث کے نام پر مختلف قسم کی باتیں پھیلائی جاتی ہیں اور سادہ لوح عوام کو گمراہ کیا جاتا ہے۔ حدیث کا معاملہ بڑا سخت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعده، من النار۔ ﴿ترمذی﴾  
جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

اکابر صحابہ و تابعین حدیث بیان کرتے وقت کانپتے تھے کہ کہیں مذکورہ وعید میں داخل نہ ہو جائیں، حدیث تو حدیث ہے، شریعت میں کسی بھی بات کے بلا تحقیق پھیلانے کو ناپسند قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے ایمان والو! جب تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کے آئے تو اس کی خوب تحقیق کر لیا کرو۔ ﴿الحجرات: ۶﴾

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کفسی بالمرء کذباً ان یحدث بکل ما سمع۔ آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو بیان کرے۔

دین کو مساجد میں، مدارس میں مستند دیندار علمائے سے سیکھیں یا مستند علمائے کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ مستند ذرائع کے علاوہ آپ کے پاس دین کی جو بھی بات پہنچے علمائے سے تحقیق کئے بغیر اس کے آگے پھیلانے سے گریز کریں۔ اسی میں سلامتی ہے۔

رجب، ربیع الاول، رمضان یا کسی بھی مہینے سے متعلق جو اس قسم کی حدیثیں پھیلانی جاتی ہیں کہ جو شخص فلاں مہینے کی خوشخبری دے گا اس کے لئے جنت کی خوشخبری وغیرہ وغیرہ ایسی تمام احادیث من گھڑت ہوتی ہیں ان سے ہوشیار رہیں۔ ایسی احادیث کا حدیث کے مستند مجموعوں میں کوئی وجود نہیں، موضوع ﴿جعلی﴾ ہونے کی علامات اس کی واضح ہیں، بلکہ کتب موضوعات میں ایسی چند احادیث کو موضوع قرار دیا گیا ہے۔

بعض پیغامات میں لکھا ہوتا ہے کہ اس کو پندرہ لوگوں تک پہنچاؤ گے تو اتنی خوشیاں اور اتنا مال ملے گا، ڈیلیٹ کرو گے تو اس قدر نقصان ہوگا، پریشانیاں اور بیماریاں آئیں گی۔ ان تمام باتوں کی کوئی اصل نہیں یہ سب بے سروپا ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام ظاہری و باطنی فتنوں سے حفاظت فرمائیں۔ ﴿آمین﴾

اتحاد اہل السنّت والجماعت پاکستان

کے زیر اہتمام

# طلباۂ تربیتی کنونشن

تاریخ 7 جون 2012ء بروز جمعرات بعد از نماز مغرب

زیر سرپرستی

خلیفہ مجاز

عارف اللہ  
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر حفظہ اللہ  
مدرسہ اعلیٰ سید مولانا محمد امین شاہ رحمہ اللہ

مستکمل محمد الیاس گھمن

سرپرست مرکز اہل السنّت والجماعت 87 جنوبی لاہور گودھا — مرکز ناظم اعلیٰ اتحاد اہل السنّت والجماعت پاکستان

مولانا شفیق الرحمن صاحب

نائب امیر اتحاد اہل السنّت والجماعت  
پنجاب

مولانا عبداللہ عابد صاحب

امیر اتحاد اہل السنّت والجماعت  
پنجاب

مقررین

مولانا عبدالقدوس گجر صاحب

امیر اتحاد اہل السنّت والجماعت  
ٹوبہ ٹیک سنگھ

مولانا عبدالشکور حقانی صاحب

امیر اتحاد اہل السنّت والجماعت  
لاہور ڈویژن

0346-7357394

0332-6311808

www.alittehaad.org

www.ahnafmedia.com

87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

048-3881487

E-mail: markazhanfi@gmail.com

مرکز اہل السنّت والجماعت

برہان